اسلامیات (لازمی)

برائے جماعت دہم

NATIONAL BOOK FOUNDATION

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بک فاؤنڈیشن
بطور
وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد

NATIONAL BOOK FOUNDATION

اسلامیات

برائے جماعت

دہم

نیشنل بُک فاؤنڈیشن

بطور

وفاق ٹیکسٹ بُک بورڈ، اسلام آباد

NATIONAL BOOK FOUNDATION

© 2024 نیشنل بک فاؤنڈیشن بطور وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

درسی کتاب: اسلامیات (لازمی)
برائے جماعت دہم

مصنفین
ڈاکٹر محمد سجاد، ڈاکٹر محمد ادریس، ڈاکٹر علی طارق، ڈاکٹر سلمان شاہد، ڈاکٹر محمد علیم، ڈاکٹر روشن علی

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر مریم چغتائی
ڈائریکٹر، (قومی نصاب کونسل)
وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، حکومتِ پاکستان

اندرونی جائزہ کمیٹی
عظمیٰ حمید، آئی سی جی، اسلام آباد، طاہرہ اللہ، آئی ایم ایس، اسلام آباد، شگفتہ خانم، آئی ایم سی جی، اسلام آباد، انیتا الیاس، ایف جی ای آئی، کینٹ اینڈ گیریژن، راولپنڈی
غزالہ شاہین، ایف جی ای آئی، کینٹ اینڈ گیریژن، راولپنڈی، ماریہ خالد، اے پی ایس، اسلام آباد، محمد ذاکر، نجی ادارہ، اسلام آباد، طیبہ واجد، نجی ادارہ، اسلام آباد

قومی سلیکٹ کمیٹی
فخر الزمان، پی سی ٹی بی، پنجاب، قیوم اختر، جنوبی پنجاب، ساجد الرحمان، ٹیکسٹ بک بورڈ، خیبر پختونخوا، شبانہ شاہین، خیبر پختونخوا
خلیل احمد کور، سندھ، عبید اللہ، بلوچستان، محمد سلمان علی میر، آزاد جموں و کشمیر، سید سجاد علی، گلگت بلتستان

ڈیسک آفیسر: منصورہ ابراہیم (قومی نصاب کونسل)

انتظامیہ: نیشنل بک فاؤنڈیشن

اشاعتِ اول۔ طباعتِ اول: اپریل 2024ء | صفحات: 170۔ | تعداد: 88000
قیمت: -/265 روپے
کوڈ STU-497 : ، آئی ایس بی این: 9-1598-37-969-978
طابع: چوہدری محمد بوٹا پریس، لاہور

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر مطبوعات کے بارے میں معلومات کے لیے رابطہ کیجیے
ویب سائٹ www.nbf.org.pk : یا فون: 051-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk
اور اس درسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے ہمیں ای میل کیجیے: nbftextbooks@gmail.com, textbooks@snc.gov.pk

یہ درسی کتاب قومی نصاب ۲۰۲۲ء کے عین مطابق ہے۔ بمطابق قومی نصاب کونسل یہ نصاب تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی جانب سے تصدیق شدہ ہے۔
اس کتاب میں قرآنی آیات کا ترجمہ متفقہ ترجمہ قرآن مجید سے لیا گیا ہے جب کہ قرآنی رسم الخط انجمن حمایت اسلام کے نسخے کے عین مطابق ہے۔
نوٹ: اس کتاب کی تیاری میں دینی مدارس کے ماہرین کی خدمات حاصل کرنے پر ہم قومی نصاب کونسل اسلام آباد کے شکر گزار ہیں۔

پیش لفظ

اسلامیات (لازمی) برائے جماعت دہم قومی نصاب ۲۰۲۲ء کے مطابق تیار کی گئی ہے اور ۲۴-۲۰۲۳ء کے تعلیمی سال کے لیے پہلی بار پیش کی جارہی ہے۔

اس کتاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ نصاب کے مطابق طلبہ میں اسلامی جذبہ اُبھرے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت پیدا ہو، سیرت کی تشکیل میں مدد ملے اور وطنِ عزیز سے محبت پیدا ہو جائے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی تیار کردہ اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، عبادات اور تعلیمات کو آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ سے مستند حوالے دیے گئے ہیں۔ اساتذۂ کرام سے گزارش ہے کہ وہ طلبہ کو اسلامی تعلیمات اچھی طرح ذہن نشین کرائیں تاکہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور دینی تعلیمات سے محبت پیدا ہو اور وہ ان تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معیار کی رفعت، تدریسی حاصلات، ذہنی رسائی اور عمدہ اسلوب کی پیروی ہمارا نصب العین ہے۔ مصنفین نے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی سی کوشش کی ہے۔ تاہم آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کی لسانی اور علمی نوعیت کی غلطیاں ملیں تو ہمیں آگاہ فرمائیں اور مزید بہتری کے لیے تجاویز ہماری ویب سائٹ یا ای میل پر پیش کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی درستی کی جاسکے۔ تعاون کے لیے ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

حتیٰ الامکان کوشش کی ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک ہو۔ حکومتِ پاکستان کی ہدایات کے مطابق کتاب میں اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ مختلف حوالوں سے وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے رہے ہیں ان پر بھی مکمل طور پر عمل کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر راجا مظہر حمید
مینجنگ ڈائریکٹر

NATIONAL BOOK FOUNDATION

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

فہرست

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	باب اول: قرآن مجید و حدیثِ نبوی ﷺ	
1	ترجمہ قرآن مجید	۶
2	حفاظت وتدوین (دورِ اوّل)	۷
3	احادیثِ نبوی ﷺ	۱۲
	باب دوم: ایمانیات وعبادات	
4	ملائکہ پر ایمان	۲۶
5	کتبِ سماویہ	۳۲
6	عقیدۂ آخرت	۳۷
7	زکوٰۃ اور عُشر	۴۳
8	حج اور قربانی	۴۸
	باب سوم: سیرتِ طیبہ ﷺ	
9	غزوۂ تبوک	۵۶
10	حجۃ الوداع	۶۱
11	وصال نبی ﷺ	۶۶
12	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (صلہ رحمی)	۷۰
13	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (خواتین کے ساتھ حُسن سلوک)	۷۴
14	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (انداز تربیت)	۷۸
	باب چہارم: اخلاق وآداب	
15	اخلاص وتقویٰ	۸۴
16	پردہ پوشی	۸۸
17	جھوٹ	۹۲

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
18	غیبت اور بہتان	۹۷
19	جادو، فال اور توہم پرستی	۱۰۱
	باب پنجم: حُسنِ معاملات ومعاشرت	
20	سُود کی حُرمت	۱۰۶
21	اسلامی ریاست	۱۱۲
22	جہاد فی سبیل اللہ	۱۱۸
	باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام	
23	حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴
24	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲۷
25	صحابیات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہن: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	۱۳۴
26	صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم: حضرت عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید عبداللطیف کاظمی المعروف امام بری رحمۃ اللہ علیہ،	۱۳۹
27	علماء ومفکرین رحمۃ اللہ علیہم: شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن رُشد رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵
	باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے	
28	اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت	۱۵۰
29	اسلامی تہذیب کے امتیازات	۱۵۶

NATIONAL BOOK FOUNDATION

باب اوّل

قرآن مجید و حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

NATIONAL BOOK FOUNDATION

الف۔ ترجمہ قرآن

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ شاملِ نصاب سورتوں کے ترجمے کی تکمیل کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ:

علم

- مذکورہ سورتوں کا تعارف اور شانِ نزول جان سکیں۔
- سورتوں کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
- مذکورہ سورتوں کا بامحاورہ ترجمہ پڑھ کر سمجھ سکیں۔
- سورتوں میں موجود تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

صلاحیت

- تلاوتِ قرآن مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
- منتخب سورتوں میں مذکورہ تعلیمات کو سمجھ کر روز مرّہ زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ (6)	سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ (7)	سُوْرَةُ يُوْنُسَ (10)	سُوْرَةُ هُوْدٍ (11)
سُوْرَةُ الرَّعْدِ (13)	سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ (14)	سُوْرَةُ الْحِجْرِ (15)	سُوْرَةُ النَّحْلِ (16)
سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (17)	سُوْرَةُ الْكَهْفِ (18)	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ (23)	سُوْرَةُ الزُّمَرِ (39)
سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ (40)	سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ (41)	سُوْرَةُ الشُّوْرٰى (42)	

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب سورتوں میں سے کسی ایک موضوع پر تحقیقی مضمون لکھیں۔
- مذکورہ سورتوں میں سے کسی ایک کے مرکزی مضامین پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو منتخب سورتوں کے لفظی و بامحاورہ ترجمہ، تعارف اور شانِ نزول کے لیے العلم فاؤنڈیشن کے مرتب کردہ نصاب میں سے حصہ پنجم کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

ب۔ حفاظت وتدوین حدیث

دوراول (عہد نبوی ﷺ، عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کوپڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- تدوینِ حدیث شریف کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں۔
- عہدِ رسالت میں تدوینِ حدیث شریف کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- قرون اولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین کی خدمات کی اہمیت جان سکیں
- نبی کریم ﷺ کے دور میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے طریق کار کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- حدیث شریف کی تدوین اور حفاظت کے بارے میں جان کر یہ ایمان پختہ کریں کہ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف ہدایت اور رہنمائی کا اولین ذریعہ ہے۔
- حدیث شریف اور سنّت کی اہمیت وحجیت کو جان کر ان پر ایمان مضبوط کریں اور فتنہ انکار حدیث سے محفوظ رہیں۔

حدیث وسنّت کا معنیٰ ومفہوم

حدیث کا لغوی معنیٰ کوئی نئی بات کرنا، کوئی خبر یا کوئی بیان وغیرہ کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کا اطلاق سنت سمیت قول اور فعل پر کیا جاتا ہے۔جب کہ سنت خاص ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کا طریقہ زندگی ہے۔ حدیث کی تین اقسام ہیں۔(1)حدیث قولی(2)حدیث فعلی(3)حدیث تقریری۔

حدیث کی اہمیت اور اس کی دینی حیثیت:

جس طرح قرآن کریم ہمارے لیے حجت ہے اسی طرح حدیث بھی حجت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے مخاطب ہو کر جہاں اپنی اطاعت کو لازم قرار دیا وہیں اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی اطاعت بھی لازم قرار دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اُس کے) رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں امت کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

ترجمہ: یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔ سیرت وسنت اور حدیث کے اس قیمتی سرمایہ کو امت نے محفوظ کر لیا ہے جس سے ہر زمانے اور ہر دور میں ہدایت ورہنمائی ملتی رہے گی۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

عہد نبوی ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم میں حفاظت و تدوین حدیث کے طریقے:

قرآن مجید کی حفاظت کی طرح حدیث نبوی ﷺ کی بھی حفاظت کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث نبوی کو حفظ کیا، انھوں نے احادیث نبویہ کو لکھ کر محفوظ کیا اور سب سے بڑھ کر فرمان نبوی اور سیرت و سنّت نبوی کی عملی پیروی کر کے پوری انسانیت کے لیے رہنمائی کا سامان کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت حدیث کے تین ذرائع اختیار کیے تھے۔ ان میں حفظ، کتابت اور تعامل اُمّت شامل ہے۔

۱۔ حفظِ حدیث

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ حافظہ جیسی خاص نعمت دی ہے، جس سے انسان اپنے مشاہدات و تجربات اور حالات و واقعات کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ عرب بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے۔ ان کو ہزاروں اشعار، ضرب الامثال اور واقعات یاد تھے۔ نسب کو محفوظ رکھنا ان کا معمول تھا۔ جس طرح انھوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا اسی طرح حدیث و سنّت نبوی کو اپنے حافظہ میں محفوظ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے حفظ حدیث کی ترغیب بھی دی۔ ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث کو سنا پھر اس کو یاد کیا پھر اسی طرح آگے پہنچایا جس طرح کہ سنا تھا''۔ (سنن ترمذی: 2657)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: ''ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں سنتے اور جب آپ ﷺ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حدیثوں کا دور کرتے۔ یکے بعد دیگرے ہم میں ہر شخص ساری حدیثیں بیان کرتا، اکثر رسولِ اکرم ﷺ کی محفل میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہو جاتی اور وہ سب باری باری بیان کرتے۔ پھر ہم اُٹھتے تو حدیثیں یوں یاد ہو تیں کہ گویا وہ ہمارے دلوں پر نقش ہو گئی ہیں۔'' (مسند ابو یعلیٰ: 3981)

۲۔ کتابتِ حدیث

حفظ حدیث کے بعد احادیث نبویہ ﷺ کی حفاظت کا دوسرا طریقہ کتابت حدیث تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں کتابت حدیث کا انداز یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ محفل میں تشریف فرما ہوتے اور جو کچھ فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھتے جاتے۔ آپ ﷺ بات کو دو دو، تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ لوگوں کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دربار رسالت میں عرض کی کہ ہمیں آپ کی بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں اور انھیں لکھ لیتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: **''لکھ لیا کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔''** (کنز العمال 223/5)

آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خادم ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ سے حدیث لکھنے کی اجازت مانگی اور آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔ (طبقات ابن سعد جلد 4، صفحہ: 11)۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک یمنی صحابی ابو شاہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے (یہ مسائل) لکھوا دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو فلاں کے لیے (یہ مسائل) لکھ دو۔ (صحیح بخاری: 112)

NATIONAL BOOK FOUNDATION

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ کو اللہ کے رسول ﷺ کے فرمودات جمع کرنے کا بڑا شوق تھا اور وہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتے کہ آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے جب بھی کوئی بات نکلے میں فوراً اسے ضبطِ تحریر میں لے آؤں۔ حتیٰ کہ لوگوں نے ان پر اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کبھی غصے اور کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کی ہر بات لکھ لیتے ہو؟ حضرت عبد اللہ ؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں احادیث لکھنے سے رُک گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(ہر حال میں) لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا...

(سنن ابی داؤد: 3646)

حضرت عبد اللہ بن عمرو ؓ کی لکھی ہوئی احادیث مبارکہ محفوظ رہیں اور وہ آگے اولاد دَر اولاد منتقل ہوتی گئیں۔ ان میں زیادہ نمایاں وہ احادیث تھیں جن کا تعلق زکوٰۃ وغیرہ سے تھا۔ ابتدا میں نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی کتابت کے علاوہ کوئی اور چیز لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی حفاظت ہو سکے۔ قرآن مجید اور احادیث کے متن میں فرق کیا جا سکے، جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس سے پوری طرح آگاہ ہو گئے تو پھر آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی اجازت دے دی۔

۳۔ حفاظتِ حدیث بذریعہ تعامل

حدیث کی حفاظت کا تیسرا طریقہ تعامل اُمّت ہے یعنی اُمّت مُسلمہ کا آپ ﷺ کے ارشادات اور افعال کی عملی پیروی کرنا ہے۔ یہی عمل تواتر کے ساتھ اب تک جاری ہے، مثلاً آپ ﷺ نے جس طرح نماز ادا فرمائی آج بھی ہم اسی طرح ادا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پائے جانے والے اعمال و افعال جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں منتقل ہو گئے تو گویا خود آنحضرت ﷺ کی زندگی عملی طور پر محفوظ ہو گئی اور اسے ہی 'تعامل' کہا جاتا ہے۔ یہی تعامل حضور ﷺ کی زندگی کو تسلسل کے ساتھ اگلے لوگوں میں نسل دَر نسل بڑھاتا رہا ہے۔ تعامل کا یہ سلسلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین تک معیاری اور قابلِ اعتبار تسلیم کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں احادیثِ مبارکہ کتابی شکل میں لوگوں کی رہ نمائی کے لیے موجود ہیں۔

قرونِ اُولیٰ میں احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین

ا۔ کتب اور صحائف

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عمرو بن حزم ؓ کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے تفصیلی کتاب لکھوائی اور اسے حضرت عمرو بن حزم ؓ کے سپرد کیا۔ چند عمومی نصائح کے علاوہ اس کتاب میں طہارت، نماز، زکوٰۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد، مالِ غنیمت، دیت، انتظامی اور تعلیمی امور وغیرہ جیسے موضوعات سے متعلق احکام شریعت مذکور تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ نے اپنے عہد خلافت میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان صدقات کی تلاش کے لیے اہلِ مدینہ کے پاس قاصد بھیجا تو وہ مجموعہ احکام صدقات عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے مل گیا۔ حضرت وائل بن حجر ؓ جب مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے کچھ دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے جب وطن جانے لگے تو آپ نے ایک صحیفہ لکھوا کر انھیں دیا جس میں نماز، روزہ، شراب اور سود وغیرہ کے احکام تھے۔ (طبرانی صغیر، ص: 241۔242)۔ حضرت عبد اللہ بن

NATIONAL BOOK FOUNDATION

عمر رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری زمانہ میں اپنے گورنروں کے پاس بھیجنے کے لیے کتاب الصدقہ لکھوائی تھی۔انھی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہزار احادیث پر مشتمل **صحیفہ صادقہ** بھی ہے جو اب مسند احمد میں مکمل طور پر موجود ہے۔

صحیفہ علی رضی اللہ عنہ: یہ صحیفہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔اس میں زکوٰۃ، صدقات، دیت، قصاص، حرمت مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔یہ صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس تھا پھر حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور انھوں نے حارث کو لکھ کر دیا۔

صحیفہ ہمام ابن منبہ جس کا اصل نام **الصحیفۃ الصحیحہ** ہے۔یہ ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔انھوں نے یہ صحیفہ جس میں 138 حدیثیں درج ہیں، لکھ کر اپنے استاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پیش کر کے اس کی تصحیح کرائی تھی۔یہ صحیفہ سن 58 ہجری سے پہلے ہی ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا۔

۲۔ خطوط و وثائق

احادیث کے ان کتابی ذخیروں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں وہ خطوط اور وثیقے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں بادشاہوں، قبیلوں، سرداروں اور دوسرے لوگوں کے نام لکھوائے اور خود ان پر مہر ثبت کی۔ معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے عہد نبوی و خلفائے راشدین کے ان خطوط اور وثائق کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

۳۔ گورنروں اور مختلف وفود کو تحریری ہدایات:

آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب میں سے مختلف حضرات کو صوبوں کے گورنر نامزد فرماتے تو ان کے لیے دستاویزات لکھوایا کرتے تاکہ اس کی ہدایات کے مطابق وہ بہ طور حاکم یا قاضی اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ جب آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر مقرر فرما کر حجر کے زرتشتی مذہب کے لوگوں کی جانب بھیجا تو انھیں ہدایات لکھوائیں جن میں زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں مختلف احکام شریعت بتلائے گئے تھے۔اسی طرح حضرت معاذ بن جبل اور مالک بن مرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ ﷺ نے یمن بھیجا تو انھیں ایک دستاویز بھی عنایت فرمائی جس میں آپ نے احکام شریعت لکھوائے تھے۔

مدینہ سے دور دراز علاقوں میں بسنے والے مختلف عرب قبائل اسلام قبول کر لینے کے بعد وفود کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ یہ وفود مدینہ منورہ میں ایک عرصے تک قیام پذیر رہتے اور اس دوران میں تعلیمات اسلام سیکھتے، قرآن پاک پڑھتے اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات سنا کرتے۔ اپنے وطن واپسی پر ان میں سے کئی نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے اور ان کے قبیلوں کے لیے کچھ ہدایات لکھوا دیں۔ آنحضرت ﷺ ان کی یہ درخواست قبول فرما لیا کرتے اور ایسے معاملات کے بارے میں احکام شریعت پر مشتمل ہدایات لکھوا دیتے جو ان کے لیے زیادہ ضروری ہوتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کیا، انھوں نے آپ کی احادیث کو حفظ کیا، آپ کے ارشادات کو لکھا اور محفوظ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کرام رحمہم اللہ عنہم کا دور آیا۔ تابعین کرام رحمہم اللہ عنہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کی حدیث سنی، ان سے دین سیکھا، اور ان کے بعد کی نسلوں میں منتقل کیا۔ سب سے پہلے حدیث کی تدوین اور اس کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا

NATIONAL BOOK FOUNDATION

حکومت کی جانب سے حکم حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱ھ) نے دیا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دور میں احادیث کی باضابطہ تدوین ہوئی۔ اس طرح تدوینِ حدیث کے اس اہم کام کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں پہلی صدی کے آخر میں حدیث کی بہت سی کتابیں وجود میں آگئی تھیں۔ حدیث کی حفاظت اور کتابت کا آغاز زمانۂ رسالت ہی سے ہو گیا تھا اور حدیث کی حفاظت کے لیے حفظِ روایت، طریقۂ تعامل اور تحریر سے کام لیا گیا، اور تیسری صدی ہجری تک حدیثوں کو پورے طور پر مدوّن کر دیا گیا۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ احادیثِ نبوی ﷺ کو سب سے پہلے حفظ کیا:

الف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے　　ب۔ تابعین نے　　ج۔ تبع تابعین نے　　د۔ فرشتوں نے

۲۔ فرمانِ مصطفی ﷺ کے مطابق، اللہ تعالیٰ اسے خوش رکھے جو حدیث کو سنے، یاد کرے اور:

الف۔ عمل کرے　　ب۔ آگے پہنچائے　　ج۔ لکھے　　د۔ پڑھے

۳۔ حضرت ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیفے میں احادیث درج ہیں:

الف۔ 128　　ب۔ 138　　ج۔ 148　　د۔ 158

۴۔ احادیثِ نبوی ﷺ کی حفاظت کا تیسرا مرحلہ تھا:

الف۔ تعاملِ امت　　ب۔ کتابتِ حدیث　　ج۔ حفظِ حدیث　　د۔ بیانِ حدیث

۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رحلت کے بعد صحیفہ علی محفوظ تھا:

الف۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس　　ب۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس

ج۔ حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس　　د۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ حدیث و سنّت کا مفہوم بیان کریں؟

۲۔ حدیث کی اہمیت بیان کریں؟

۳۔ حدیثِ نبوی کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں

۱۔ عہدِ نبوی میں حفاظت حدیث کے لیے کون سے ذرائع اختیار کیے گئے؟

۲۔ عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں احادیثِ نبوی کے کون کون سے صحائف لکھے گئے؟

NATIONAL BOOK FOUNDATION

ج۔ احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ ان احادیث مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ :

علم

- طلبہ وبائی امراض سے متعلق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں جان سکیں۔
- عقیدہ توحید، بے ہودہ گوئی اور بے جا تکرار سے متعلق حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے آگاہ ہو سکیں۔
- یتیموں، عورتوں اور پڑوسیوں کے حقوق، رشوت ستانی کی لعنت اور قرآن مجید کی عظمت سے متعلق احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے باعلم ہو سکیں۔
- احادیث میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

صلاحیت

- احادیث میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرّہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

دس احادیث مع ترجمہ و تشریح

حدیث نمبر ا

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الطَّاعُونَ، فَقَالَ: "بَقِيَّةُ رِجْزٍ، أَوْ عَذَابٍ أُرْسِلَ عَلَى طَآئِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوا عَلَيْهَا" (جامع ترمذی: 1065)(شرح الکافی۔الاُصول والروضۃ، ج12، ص:43)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے طاعون کا ذکر کیا، تو فرمایا: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کسی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سر زمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

تشریح:

اس حدیثِ مبارکہ میں طاعون سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ طاعون: احادیث مبارکہ میں ذکر کردہ طاعون ایک خاص بیماری ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۲۔ طاعون کی صورت میں احتیاطی تدابیر

طاعون وبائی بیماری ہے۔ تیزی سے پھیلتی ہے ایسی بیماریاں جو وبا کی صورت اختیار کر لیتی ہیں، جیسے ہیضہ، گردن توڑ بخار، کرونا وائرس وغیرہ میں بہت زیادہ اموات واقع ہوتی ہیں۔ ان وبائی امراض کا پھیلاؤ کم کرنے کے لیے مخصوص پابندیاں اختیار کرنے سے زیادہ جانی نقصان سے بچا جا سکتا ہے، اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ نے ہدایت و تعلیم دی ہے کہ:

ا۔ جب کسی زمین، ملک اور شہر میں طاعون ہو جہاں تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

۲۔ کسی ایسی زمین، شہر، ملک میں جہاں طاعون پھیل گیا ہے، اور وہاں تم رہتے بھی نہیں تو وہاں نہ جاؤ۔

وبائی امراض بہت تیزی سے پھیلتے ہیں۔ یہ ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں، احتیاطی تدابیر میں یہ بات شامل ہے کہ جہاں یہ بیماریاں پھیل چکی ہیں وہاں نہ جایا جائے، وہاں جانا اپنے آپ کو موت کی مُنہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ جہاں طاعون پھیل چکا ہو یا کوئی اور وبائی بیماری پھیل گئی ہو تو وہاں رہنے والے، اس علاقے سے باہر نہ نکلیں تاکہ یہ وبا دوسرے علاقوں تک نہ پہنچ پائے، اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنی تقدیر پر راضی ہو کر گھر میں رہیں اور جو تکلیف ملے اس پر صبر کریں تو اُن کے لیے اجر و ثواب ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: طاعون مسلمان کے لیے شہادت کے درجے کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: 2830)

جو شخص بھی طاعون کی صفات والی دیگر وبائی بیماریاں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور وبائی علاقے سے نکلنے کے بجائے اپنے گھر میں رہے اور جو بھی تکلیف آئے اس پر صبر کرے تو ایسا شخص بھی شہید کا مرتبہ حاصل کرے گا۔

حدیث نمبر ۲

إِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

(صحیح مسلم: 1715) (تہذیب الاحکام، ج7، ص:232)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تمھاری تین باتوں سے اور ناخوش ہوتا ہے تین باتوں سے۔

کہ تم عبادت کرو اس کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کی رسی سب مل کر پکڑے رہو۔ (یعنی قرآن پر عمل کرتے رہو) اور پھوٹ مت ڈالو۔ اور ناخوش ہوتا ہے بے فائدہ گفتگو سے اور بہت زیادہ سوال کرنے سے اور مال کو ضائع کرنے سے۔"

NATIONAL BOOK FOUNDATION

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں اُن اہم چیزوں کا ذکر ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ۲۔ شرک نہ کرنا ۳۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا، تفرقہ نہ کرنا

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبادت و بندگی کے لائق فقط ذات باری تعالیٰ ہے۔ مخصوص عبادات کے علاوہ عبادت کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بجالایا جائے اور جن کاموں اور امور سے منع فرمایا ہے، اُن سے باز رہا جائے یعنی انسان اپنی پوری زندگی اور روزمرہ کے معاملات اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سرانجام دے تو سب عبادات قرار پاتے ہیں۔

۲۔ شرک نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر مکمل ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو بچائے، شرک گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرمادیں گے مگر شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا اور تفرقہ نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن مجید بالکل سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ حق و باطل کو واضح کرنے والی کتاب ہے یہ تمام قوموں اور انسانوں کے لیے قیامت تک نصیحت و ہدایت ہے۔ اس کتاب ہدایت کے مطابق زندگی گزاریں، آپس میں تفرقہ نہ ڈالیں، اتحاد و اتفاق سے رہیں تو ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

ب۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ چیزیں

۱۔ قیل و قال یعنی بے فائدہ گفتگو ۲۔ مال ضائع کرنا ۳۔ کثرتِ سوال

۱۔ قیل و قال

اس سے مراد بے مقصد بے فائدہ اور فضول باتیں ہیں جن سے نہ دین کا کوئی فائدہ اور نہ دنیا کا بلکہ اپنے قیمتی وقت کو فضول اور لغو بات چیت میں ضائع کرنا ہے۔ انسان کے لیے لازم ہے کہ جب بھی کوئی بات کرے تو نیکی و بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے، اس سے وہ بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۲۔مال ضائع کرنا

حلال و طیب مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی حفاظت کرنے، اسے اپنے لیے، اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ مال ضائع کرنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً اس کی مکمل حفاظت نہ کرنا، مال بڑھانے کی کوشش نہ کرنا، فضول خرچی کرنا، حرام کاموں پر خرچ کرنا، جن اشیاء اور چیزوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے انھیں پھینک دینا۔ یہ تمام امور ناپسندیدہ ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۔ کثرتِ سوال

کثرت سوال بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس سے ایک مراد تو یہ ہے کہ بغیر حاجت و ضرورت دوسروں سے مال وغیرہ مانگنا اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دین و دنیا سے متعلق لایعنی اور بے مقصد فضول سوالات کرنا، یہ دونوں امور ناپسندیدہ ہیں۔ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا، مانگنا مناسب نہیں، انسان قابل تکریم ہے۔ ضرورت مندوں کی خدمت کی جائے تاکہ وہ سوال نہ کریں، یہی وجہ ہے کہ اوپر والے ہاتھ کو نیچے والے ہاتھ سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کثرت سوال میں یہ بات بھی شامل ہے کہ لایعنی، بے مقصد اور فضول سوالات کیے جائیں، سوالات کا مقصد تفہیم و تشریح نہ ہو بلکہ اس کا مقصد اعتراض، شکوک و شبہات پیدا کرنا ہو، ایسے سوالات کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

حاصل حدیث یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کے مطابق زندگی گزاریں تاکہ اُس کے نیک بندوں میں شمار کیے جائیں اور ہماری دُنیا و آخرت سنور جائے۔

حدیث نمبر ۳

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (صحیح بخاری: 2320)(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 13، ص: 460)

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے درخت لگانے اور کھیتی میں بیج بونے سے مخلوق خداوندی کو جو فائدے ملتے ہیں اُن کو صدقہ قرار دیا ہے۔ درخت اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ایک دانے اور گٹھلیوں کو چیرنے والا ہے۔ ایک دانے سے کس قدر بڑا درخت پیدا ہوتا ہے۔ ان درختوں اور پودوں سے قسم قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں درختوں سے انسانوں اور دیگر مخلوقات کو بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ درخت انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے لیے سایہ فراہم کرتے ہیں۔ چرند، پرند اور حیوانات کا مسکن بھی درخت ہیں۔

۲۔ درختوں کی شاخوں سے انسان، جانور اور پرندے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۳۔ درختوں میں لگنے والے پھل انسانوں اور دیگر مخلوقات کے رزق کا ذریعہ ہیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پھل دار درختوں، زیتون، انگور، انار، کھجور وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کو اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ اس طرح کھیتی میں اناج اور دیگر اجناس اور سبزیاں بھی انسان اور دیگر مخلوقاتِ خداوندی کی ضروریات ہیں۔ جو بھی ان کو کاشت کرے گا اور اس سے مخلوق خداوندی کو فائدہ پہنچائے گا، تو یہ اُس کے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۵۔ درخت لگانا رحمت الٰہی ہے۔ درخت لگانے سے کسی بھی ملک کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ درخت روزگار کا ذریعہ ہیں۔

۶۔ درخت لگانے سے ماحول درست اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ درخت ہمیں صاف ہوا فراہم کرتے ہیں۔ آبی کٹاؤ کو روکتے ہیں۔ آب و ہوا کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ درجہ حرارت کو توازن بخشتے ہیں۔

۷۔ آج صنعتی ترقی کی وجہ سے آلودگی بڑھ گئی ہے۔ فضائی، آبی، زمینی، صوتی وسمندری آلودگی سے انسانوں اور دیگر مخلوقات کی زندگیوں کے لیے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ ایسے ماحول وحالات میں شجر کاری، باغات اور جنگلات کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے شجر کاری مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اپنے گھر، شہر اور ملک کو درختوں سے سجائیں، یہ عمل ہمارے لیے صدقہ کی طرح باعث اجر و ثواب ہے۔

حدیث نمبر ۴

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (صحیح بخاری: 6018)(وسائل الشیعہ، ج12، ص:127)

ترجمہ: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمانوں کی تکریم کرے۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اہل ایمان کو تین اہم امور کی تلقین کی ہے، جن میں ہمسائے کو تکلیف نہ دینا، مہمان کی تکریم کرنا اور خیر و بھلائی کی بات کرنا یا پھر خاموش رہنا۔ ان کی تفصیلات قرآن وسنت میں درج ذیل ہیں؛

ا۔ پڑوسی کو اذیت نہ دینا

پڑوسی کوئی بھی ہو چاہے کافر ہو یا مسلمان یا کوئی قریبی رشتہ دار سبھی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ ایمان میں کامل اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل وہ مسلمان ہے جو اپنے ہمسائے کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔ پڑوسی کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ اس کی مدد کرے، اس کے دکھ درد میں شریک ہو، اس کی خیر وخواہی میں لگا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی محلے کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل اور بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

پڑوسی کو اذیت دینا بُرے اخلاق میں سے ہے۔ اگر کسی مسلمان کا پڑوسی اس سے خوف زدہ ہے اور اسے تکلیف پہنچ رہی ہے تو وہ بدنصیب جنت میں داخل نہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔ (صحیح مسلم:73)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا کون یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ (صحیح بخاری:6016)

۲۔ مہمان کی تکریم اور عزت افزائی

مہمان کی عزت و تکریم ایمان کی علامت ہے۔ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ اور اسوہ حسنہ ہے۔ مہمان نوازی یہ ہے کہ مہمان کو کھانا کھلایا جائے۔ اس کی جو خدمت ہو سکتی ہے کی جائے۔ اس کے لیے رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ مہمان کی عزت و توقیر اسلامی معاشرہ کی اعلیٰ اخلاقی قدر ہے جس سے مہمان کے دل میں میزبان کی عزّت اور محبّت بڑھتی ہے، آپس کے تعلّقات مضبوط ہوتے ہیں، رنجشیں دور ہوتی ہیں، رزق میں برکت ہوتی ہے، سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ اچھی بات کرنا یا پھر خاموش رہنا۔

خیر اور بھلائی کی بات سے مراد سچی بات کرنا، نیکی کی بات کرنا، اخلاق و آداب کی بات کرنا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:83)

ترجمہ: اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔

جھوٹ، غیبت، بدکلامی، اور فضول بات سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا اعلیٰ اخلاق میں سے ہے۔ خاموشی اختیار کرنا بھی بہتر ہے۔ بے مقصد بات اور لایعنی گفتگو سے اجتناب کرنا اور خاموشی اختیار کرنا اہلِ ایمان کا خاص شیوہ ہے۔ ان ہی اخلاقی اقدار پر عمل کر کے ہم بہترین انسان اور مسلمان بن سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ (صحیح مسلم:2564) (الکافی، ج2، ص:168)

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر نہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔

تشریح:

قرآن مجید میں اہلِ ایمان کو بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ (الحجرات:10)

ترجمہ: بے شک سب اہلِ ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں

NATIONAL BOOK FOUNDATION

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں سے تین حقوق کی تعلیم دی ہے:

۱۔ مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرتا۔

۲۔ مسلمان دوسرے مسلمان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

۳۔ مسلمان دوسرے مسلمان کو حقیر نہیں جانتا۔

اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا تقاضا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے خیر خواہ، مددگار، غمگسار اور شکر گزار ہوں۔ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، سہارا بننے والے اور مصیبت میں کام آنے والے ہوں۔ ہر مسلمان اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے والا اور ہر کسی سے مساوی سلوک کرنے والا ہو۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر، افضل اور اشرف نہ سمجھے۔ کوئی مسلمان کسی کو حقارت و نفرت سے دیکھنے والا نہ ہو۔

حدیث نمبر ۶

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ (سنن ابن ماجہ: 3678) (بحار الانوار، ج 61، ص: 273)

ترجمہ: اے اللہ! میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے انسانی معاشرہ کے دو کمزور طبقات یتیم اور عورت کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کے تحفظ کی تلقین فرمائی ہے۔

۱۔ یتیم کے حقوق:

قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں یتیموں کے حقوق میں یہ شامل ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کی کفالت کی جائے، ان کے مال و جائیداد کی حفاظت کی جائے، ان کی تعلیم و تربیت کی جائے، ان کا مال نہ کھایا جائے نہ ضائع کیا جائے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (سورۃ النساء: 2)

ترجمہ: اور یتیموں کو اُن کے مال ادا کرو اور (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے نہ بدلو اور اُن کا مال اپنے مال کے ساتھ (ملا کر) نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

یتیموں کا ناجائز طور پر مال کھانا اپنے پیٹ کو آگ سے بھرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (سورۃ النساء: 10)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ (ہی) بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جُھلسیں گے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۲۔ عورتوں کے حقوق

اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں عزت دی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کو وہ تمام حقوق عطا کیے ہیں جو مردوں کو دیے ہیں۔ خواتین کی جان، مال عزت وآبرو اور دیگر سماجی، سیاسی، معاشی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ ارشادالٰہی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ البقرۃ:228)

ترجمہ: اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حق ہیں۔

ماں کے حقوق میں اس کا شکر ادا کرنا، اس کے ساتھ نیکی سے پیش آنا اور خدمت کرنا۔ حسن سلوک سے پیش آنے کے سلسلے میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے، بچے کی پیدائش اور تربیت کے سلسلے میں ماں کو زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسلام نے بیٹیوں کو زندگی کا حق دیا ہے۔ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝ (التکویر:8،9)

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی) سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی۔

اسلام نے عورتوں کو علم حاصل کرنے کا حق دیا۔ نیز بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔" (سنن ابوداؤد:5147)

حدیث نمبر ۷

مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سنن ابن ماجہ:۱)(شرح اصول الکافی، ج2، ص:334)

ترجمہ: جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا اور جن سے منع فرمایا ان کو نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کہلاتا ہے۔ ارشادالٰہی ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء:59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

ہر مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کرنا لازمی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں مسلمانوں اور پوری انسانیت کے لیے قیامت تک بہترین نمونہ زندگی موجود ہے۔آپ ﷺ کی پیروی کرنے والوں کے لیے دنیاوآخرت میں کامیابی ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب: 71)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرے تو یقیناً اُس نے بہت عظیم کامیابی حاصل کی۔

دین اسلام کے بنیادی مصادر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

رسول اکرم ﷺ کی اطاعت صرف آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لیے فرض قرار دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا انکار کس نے کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا او رجس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری: 7280)

دین اسلام میں اتباع سنت کی حیثیت بنیادی تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے۔ اتباع سنت کی دعوت چند عبادات کے مسائل تک محدود نہیں بلکہ یہ دعوت ساری زندگی پر محیط ہونی چاہیے۔ جس طرح عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ) میں اتباع سنت مطلوب ہے اسی طرح اخلاق و کردار، کاروبار، حقوق العباد اور دیگر معاملات میں بھی اتباع سنت مطلوب ہے۔ گویا اپنی پوری زندگی میں خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، مسجد کے اندر ہو یا مسجد کے باہر، بیوی بچوں کے ساتھ ہو یا دوست احباب کے ساتھ، ہر وقت، ہر جگہ سنت کی پیروی مطلوب ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پیروی میں ہی ہماری نجات ہے۔

حدیث نمبر ۸

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (صحیح مسلم: 2563)(وسائل الشیعہ، ج27، ص: 60)

ترجمہ: تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

گمان سے مراد کسی فرد یا چیز کے بارے میں اندازہ لگانا اور بغیر تحقیق کے کوئی رائے قائم کرنا ہے۔ بد گمانی دوسروں کے بارے میں غلط سوچنے کے معنی میں ہے۔ انسان دوسروں کے کردار و گفتار کے بارے میں ناروا خیالات سے دوچار ہو، بد گمانی ایک بڑی معاشرتی برائیوں میں سے ہے۔ بد گمانی ایک قسم کا جھوٹ اور وہم ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو ہر دوسرے شخص میں کوئی اچھائی معلوم نہیں ہوتی ہے اور کسی کام میں نیک نیتی نظر نہیں آتی۔ بد گمانی سے آپس میں نفرت، بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ بد گمانی ایسی برائی ہے جو انسان میں موجود اخلاقی خوبیوں کو بھی نگل جاتی ہے۔ ایسا شخص حقیقت و سچائی کا ادراک کرنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ جس قوم اور گھر میں بد گمانی عام ہو جائے وہاں شر اور فساد ہی پیدا ہوتا ہے۔ وہاں تعمیر کے بجائے تخریب ہوتی ہے، اور آپس کے تعلقات میں خیر خواہی نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں بد گمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور اسے گناہ قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:12)

ترجمہ: اے ایمان والو! بد گمانی سے بہت زیادہ بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

جھوٹ وہی نہیں جو زبان سے ہو بلکہ دل میں کسی کے بارے میں برا خیال اور غلط گمان بھی ایک طرح سے جھوٹ بلکہ بڑا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس اہل ایمان کی یہ خوبی ہے کہ وہ حسن ظن سے کام لیتے ہیں۔ حسن ظن سے آپس میں ہم آہنگی، صلح و اتفاق و اتحاد کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ترجمہ: حسن ظن بہترین عبادت ہے۔ (سنن ابو داؤد، باب فی حسن الظن: 4995)

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث نمبر ۹

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي (سنن ابن ماجہ: 2313) (بحار الانوار، ج 101، ص: 275)

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

رشوت کے لغوی معنی ناجائز نذرانہ یا ظلم سے لی جانے والی رقم کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں رشوت دراصل اس مال کو کہتے ہیں جسے ضرورت مند شخص اس شرط پر حاکم کو دے تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ دے یا کسی ایسے شخص کو اس شرط پر دے جو حاکم سے اس کا کام کرادے گا۔ رشوت اس مال کو کہتے ہیں، جو کسی کے حق کو باطل کرنے کے لیے یا کسی باطل کو حاصل کرنے کے لیے دیا جائے۔ رشوت ایک طرح کی بد عنوانی ہے کہ ایک قابل اور لائق انسان رشوت نہ دینے کی بناء پر ناکام اور دوسرا جو نااہل ہے وہ رشوت دے کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرة:188)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں کے پاس پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔

رشوت باطل طریقے سے مال کھانے کی صورتوں میں انتہائی بدترین صورت ہے، کیوں کہ اس میں دوسرے شخص کو مال دے کر اسے حق سے منحرف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جس معاشرے میں رشوت کا چلن عام ہو جائے وہاں کمزوروں پر ظلم ہوتا ہے، ان کے حقوق سلب اور ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ حق کے حاصل کرنے میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ رشوت لینے والے قاضی اور سرکاری ملازمین کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں، وہ قانون اور حق کے بجائے خواہشِ نفس کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔

رشوت لینا دینا حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے کی بھی ممانعت فرمائی ہے اور رشوت دینے کی بھی۔ رشوت لینا تو بذاتِ خود حرام ہے، کسی صورت میں جائز نہیں جبکہ رشوت دینا رشوت لینے والے کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہے اور اس کا مقصود حرام کی تحصیل یا دوسرے شخص کو اس کے جائز حق سے محروم کرنا ہے، اس لیے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پورے معاشرے اور سماج کو اس لعنت اور تمام برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حدیث نمبر ۱۰

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (صحیح مسلم: 817)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔

تشریح:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری اور مقدس کلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں شب قدر میں نازل فرمایا اور اس کے احکامات و تعلیمات پر عمل کرنا تمام بنی نوعِ انسان کے لیے لازم و ضروری قرار دیا ہے، اور اپنے حبیب کے ذریعے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (صحیح بخاری: 5027)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

آپ ﷺ نے اس کی عظمت و فضیلت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ مقدس کلام ہے جس کی تلاوت اور اس کے فرامین پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ قوموں (لوگوں) کو دنیا و آخرت میں سرخروی اور کامیابی و کامرانی نصیب فرماتا ہے اور اس کے احکامات کو بالائے طاق رکھنے اور نفسانی خواہشات کی اتباع کی وجہ سے انھیں تنزّل و بزدلی اور ضلالت و گمراہی کے عمیق غار میں دھکیل کر تہس نہس کر دیتا ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

یہ ایک ایسی الہامی کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہے، ذہن و دماغ کو سرور و لذت ملتی ہے، دلوں کے زنگ پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسا مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔ نیز یہی قرآن کل قیامت کے دن جب انسان نفسی نفسی کے عالم میں ہو گا تو اس کے لیے سفارشی بن کر آئے گا اور اپنے پروردگار سے بندے کے حق میں سفارش کرے گا۔

اُمّت مُسلمہ کی فلاح و کامیابی اور عظمت اور شان و شوکت اُسی وقت ہے جب تک وہ اس کتاب ہدایت پر عمل پیرا رہے۔ اس کتابِ ہدایت کے مطابق اپنے انفرادی و اجتماعی معاملات طے کرے اور اسے دستورِ حیات بنائے۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ وبازدہ شہر میں رسول اللہ ﷺ نے جانے سے منع فرمایا:

الف۔ طاعون سے　　ب۔ ملیریا سے　　ج۔ کروناوائرس سے　　د۔ سل سے

۲۔ حدیث کے مطابق بہت زیادہ پوچھنا عمل میں آتا ہے:

الف۔ اچھے　　ب۔ بہترین　　ج۔ برے　　د۔ الف اور ب دونوں

۳۔ حدیث کے مطابق رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ کا\کی:

الف۔ عذاب ہے　　ب۔ لعنت ہے　　ج۔ کرب ہے　　د۔ طرف سے عذاب مقرر ہے

۴۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق سب سے بڑی جھوٹی بات قرار دیا گیا ہے:

الف۔ تنقید کو　　ب۔ نفرت کو　　ج۔ بدگمانی کو　　د۔ برائی کو

۵۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اطاعت کا حکم دیا:

الف۔ نبی کریم ﷺ کی　　ب۔ فرشتوں کی

ج۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی　　د۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی

۶۔ نبی کریم ﷺ نے مہمانوں کی تکریم ہر اس شخص پر لازم قرار دی ہے جو:

الف۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے　　ب۔ عبادت میں مشغول رہتا ہے

ج۔ والدین کے حقوق کو پورا کرتا ہے　　د۔ فرائض کو بہترین طرح سرانجام دیتا ہے

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ حدیث نبوی میں وبائی امراض سے بچنے کے لیے کن کن احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

۲۔ شجر کاری کے بارے میں نبوی تعلیمات بیان کریں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۳۔ مسلمان کے باہمی حقوق و فرائض بیان کریں۔

۴۔ یتیم اور خواتین کے حقوق کے بارے میں تعلیماتِ نبوی بیان کریں۔

۵۔ رشوت کی حرمت کے بارے میں تعلیمات نبوی کا خلاصہ تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ حدیث نبوی کے مطابق وہ کون سے اعمال ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے؟

۲۔ اطاعتِ رسول کی اہمیت اُجاگر کریں۔

۳۔ پڑوسی اور مہمان سے حسنِ سلوک کے بارے میں تعلیماتِ نبوی ﷺ بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح اور ان سے حاصل ہونے والے اسباق واحکام پر تحقیقی مضمون لکھ کرلائیں۔
- طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ دی گئی احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن پر عمل کرتے ہیں، فہرست بنائیں۔
- 20 اسمائے حسنی مع معانی۔ **اَلتَّوَّابُ**: توبہ قبول کرنے والا، **اَلْمُنْتَقِمُ**: بدلہ لینے والا، **اَلْعَفُوُّ**: بہت معاف کرنے والا، **اَلرَّءُوْفُ**: نہایت مہربان، **مَالِكُ الْمُلْكِ**: سارے جہاں کا مالک، **ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ**: عظمت و جلال اور انعام و اکرام والا ہے، **اَلْمُقْسِطُ**: عدل و انصاف کرنے والا، **اَلْجَامِعُ**: (قیامت کے دن) سب کو جمع کرنے والا ہے، **اَلْغَنِيُّ**: بڑا بے نیاز، **اَلْمُغْنِيُ**: (اور بندوں کو) بے نیاز کرنے والا ہے، **اَلْمَانِعُ**: (ہلاکت کے اسباب کو) روکنے والا، **اَلضَّآرُّ**: نقصان پہنچانے والا، **اَلنَّافِعُ**: نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا، **اَلنُّوْرُ**: نہایت روشن اور سارے جہان کو روشن کرنے والا، **اَلْهَادِيْ**: ہدایت دینے والا، **اَلْبَدِيْعُ**: بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والا، **اَلْبَاقِيْ**: ہمیشہ رہنے والا، **اَلْوَارِثُ**: وارث و مالک، **اَلرَّشِيْدُ**: نیکی اور راستی کرنے والا، **اَلصَّبُوْرُ**: (بردبار، بہت زیادہ مہلت دینے والا) ہے

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو منتخب احادیث میں جو تعلیمات دی گئی ہیں، اس کی عملی اور معاشرتی اہمیت سے آگاہ کریں۔
- طلبہ کو منتخب احادیث میں دی گئی دعاؤں کو زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔
- طلبہ کو اسمائے حسنی مع معانی زبانی یاد کروائیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

باب دوم

ایمانیات و عبادات

NATIONAL BOOK FOUNDATION

ملائکہ پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- فرشتوں کے تصوّر اور اُن کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی صفات سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل کے تناظر میں تعلیم و تعلّم کے آداب کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- اس پر ایمان پختہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتوں پر ایمان پختہ کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں ان کے ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھ سکیں اور اُن کے متعلق بات کرتے ہوئے تعظیمی رویّہ اختیار کر سکیں۔
- حدیث جبریل سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم و تعلّم کے آداب کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

ایمانِ مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر

ملائکہ عربی زبان کا لفظ ہے جو "ملک" کی جمع ہے۔ ملک کے لغوی معنی مالک ہونے کے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی ایک نورانی مخلوق ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی صحیح تعداد کوئی نہیں جانتا۔ ایمانِ مفصل میں ہم جن عقائد پر ایمان لانے کی گواہی دیتے ہیں، ان میں ایمان بالملائکہ یا فرشتوں پر ایمان بھی شامل ہے۔

حدیثِ مبارک میں آتا ہے کہ سفرِ معراج کے دوران میں نبی کریم ﷺ جب آسمان پر "بیت المعمور" پر پہنچے، جو فرشتوں کا قبلہ ہے، تو دیکھا کہ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو اس میں ایک بار (نماز پڑھ کر) چلا جاتا ہے دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتا، یعنی پھر کبھی اس کی واپسی کی نوبت نہیں آتی۔" (صحیح بخاری: 3207)

فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانا اسلام میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ (البقرۃ: 285)

ترجمہ: رسول (خاتم النبیین ﷺ) اُس (کلام) پر ایمان لائے جو اُن کی طرف نازل فرمایا گیا ہے اُن کے ربّ کی طرف سے اور سب مومنین بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر

NATIONAL BOOK FOUNDATION

فرشتوں پر ایمان لانا چار اُمور پر مشتمل ہے

- فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا۔
- جن فرشتوں کے نام ہمیں معلوم ہیں ان پر مفصل ایمان اور جن فرشتوں کے نام معلوم نہیں ان سب پر اجمالاً ایمان لانا۔
- فرشتوں کی جن صفات کا ہمیں علم ہے ان پر ایمان لانا۔
- فرشتوں کے ان اعمال پر ایمان لانا جو ہمیں معلوم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام دیتے ہیں، مثلاً اللہ عزوجل کی تسبیح کرنا اور دن رات مسلسل بغیر تھکاوٹ اور اکتاہٹ کے اس کی عبادت کرنا وغیرہ۔

فرشتوں کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس شے سے پیدا کیا گیا ہے، جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمھیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)۔ (صحیح مسلم: 7495)

فرشتوں کی صفات

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نُوری مخلوق ہیں۔ وہ نہ خدائی میں اُس کے شریک ہیں اور نہ ہی وہ اپنی مرضی سے کوئی کام کر سکتے ہیں۔ وہ صرف وہی خدمت ادا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اُن کے سپرد کرتا ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ وہ فرائض اور ذمّے داریوں کے ادا کرنے میں نہ سستی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ نہ مذکر ہیں اور نہ مؤنث۔ قرآن مجید نے فرشتوں کی خصوصیت کو یوں بیان کیا ہے:

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

''وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ اُنھیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے''۔ (سورۃ التحریم، آیت: 6)

فرشتوں کے افعال

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی فطرت میں مکمل اطاعت کا پہلو رکھا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کائنات کے مختلف کام سرانجام دیتے ہیں ۔ وہ اپنی مرضی سے کوئی بھی کام سرانجام نہیں دیتے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل: 50)

ترجمہ: وہ اپنے ربّ (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں جو اُن پر بالادست ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔

فرشتوں کے ذمے کئی کام ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

- وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر انسانوں اور دوسری مخلوق کے پاس جاتے ہیں۔
- وہ خوشخبری لے کر آتے ہیں اور عذاب بھی۔
- کچھ فرشتے ''انسان کی حفاظت'' کے لیے ساتھ رہتے ہیں۔

- کچھ فرشتے ذکر اور علم کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔
- کچھ فرشتے نیک لوگوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔
- کچھ فرشتے جنت اور دوزخ کے انتظام پر مقرر ہیں۔
- کچھ فرشتے عرش کے آس پاس اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔
- کچھ فرشتے ہر وقت عبادت اور تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔
- ستر ہزار فرشتے روضۂ رسول ﷺ پر صبح و شام حاضر ہو کر درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے متعلق نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا: میں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل و صورت میں دیکھا۔ ان کے چھ سو پر تھے اور انھوں نے افق کو بھر رکھا تھا۔ یعنی پوری فضا پر چھائے ہوئے تھے (صحیح مسلم: 433)۔ کبھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی شکل و صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے متعلق معروف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا تو وہ ان کے پاس ایک عام انسان کی شکل میں آئے تھے۔

مشہور فرشتے اور ان کی ذمہ داریاں

قرآن و حدیث میں جن فرشتوں کا تذکرہ ملتا ہے، ان کے نام اور ذمہ داریاں مختصراً یہ ہیں:

حضرت جبریل علیہ السلام

یہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحی پہنچانے کے کام پر مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ساتھ انھیں اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس بھیجا ہے۔

حضرت میکائیل علیہ السلام

ان کے ذمے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسانے اور مخلوق کو روزی پہنچانے کا کام ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام

آپ علیہ السلام موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کی روح قبض کرنے پر مامور ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام

آپ علیہ السلام قیامت سے پہلے مخلوق کو دوبارہ زندہ کیے جانے کے وقت صور پھونکنے پر مامور ہیں۔

کراماً کاتبین

ہر شخص کے اعمال کی حفاظت اور انھیں لکھنے کے لیے دو فرشتے مقرر ہیں جن میں سے ایک انسان کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب رہتا ہے۔

منکر نکیر

جب انسان کو موت کے بعد قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس سے اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کریم ﷺ کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

رضوان

یہ جنت کے داروغہ کے طور پر مامور ہیں۔

مالک

یہ جہنم کے داروغہ کے طور پر مامور ہیں۔

ایمان بالملائکہ کے فوائد:

بندہ مومن کی زندگی میں فرشتوں پر ایمان لانے کے بڑے فوائد مرتب ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- فرشتوں پر ایمان لانے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اُس کا ایمان اس بات پر پختہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ کوئی بھی انسان جب یہ ایمان رکھتا ہے کہ فرشتے اس کے سارے اعمال کو لکھتے ہیں تو یہ بات اس آدمی کے اندر اللہ تعالیٰ کے ڈر کا سبب بنتی ہے۔ چناں چہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔
- بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صبر سے کام لیتا ہے اور اسے سکون و اطمینان کا احساس ہوتا ہے۔ جب وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اس بڑی کائنات میں اس کے ساتھ بے شمار فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔
- انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کی بدولت اس کا شکر بجالانے کا درس ملتا ہے۔

حدیثِ جبریل علیہ السلام

حدیث جبریل علیہ السلام ایک مشہور حدیث ہے جس کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ بخاری اور مسلم جیسی مستند کتبِ احادیث میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ ایک ایسے شخص کی شکل میں آئے تھے جس کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی طور پر سیاہ تھے اور اُس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی پہچانتا نہیں تھا۔ وہ اپنے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم سے سوال کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اِسلام یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ گواہی دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان میں روزے رکھو اور اللہ کے گھر کا حج کرو جب بھی تمھیں اُس کی استطاعت میسر ہو۔

پھر دوبارہ پوچھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم! مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اُس کے فرشتوں پر ایمان لاؤ، اُس کی کتب پر ایمان لاؤ، اور اُس نے جو رسول بھیجے اُن پر ایمان لاؤ، یوم آخرت پر ایمان لاؤ، اور خیر و شر پر، قضاوقدر یعنی تقدیر پر ایمان لاؤ جو اللہ کی طرف سے تقدیر برحق ہے اُس پر ایمان لاؤ۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

انھوں نے پھر سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے احسان کے بارے میں بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، جب تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو یہ یقین پختہ کر لو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ان کے جانے کے بعد پھر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ترجمہ: "یہ جبرائیل تھے جو تمھیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔" (صحیح مسلم: 9،10)

اس حدیثِ مبارکہ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک معاشرے کو قائم رہنے کے لیے کن بنیادی چیزوں کی ضرورت ہے۔انسان کو اچھے کردار اور اچھے اخلاق کا مالک ہونا چاہیے۔اُس کی عقل و فکر پختہ و مثبت ہونی چاہیے۔اُسے معاشرے میں سکون اور اطمینان میسر ہونا چاہیے۔پھر اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اسلام کے بنیادی عقائد پر مکمل عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے۔ گویا کہ اسلام کا تعلق انسان کے جسم سے، ایمان کا تعلق انسان کی عقل سے اور احسان کا تعلق انسان کی رُوح سے ہے۔یعنی وجود کی اِصلاح پہلے اور پھر عقل کی اور تیسرے مرحلے میں اپنی رُوح کو بیدار کرنا آتا ہے تاکہ آدمی ایک مکمل انسان بن سکے جو معاشرے میں اپنا مثبت اور تخلیقی کردار ادا کر سکے۔

تعلیم و تعلّم کے آداب:

حدیثِ جبریل علیہ السلام کی روشنی میں تعلیم و تعلّم کے درج ذیل آداب واضح ہوتے ہیں:۔

- جس طرح نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت کے لیے علم کی مجالس منعقد فرماتے تھے بالکل اسی طرح علماء اور اساتذہ کرام کو بھی چاہیے کہ تعلیم و تربیت کی باقاعدہ محافل کا انعقاد کریں۔
- علم کی محفل میں پاکی و پاکیزگی کے ساتھ صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے۔
- طالب علم کو چاہیے کہ وہ استاد کے سامنے ادب اور وقار کے ساتھ بیٹھے تاکہ تعلیمات کا اثر زیادہ ہو۔
- تعلیم کی محفل میں سوال و جواب کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے کیونکہ سوال کو علم کی کنجی کہا جاتا ہے۔
- حصولِ علم کے لیے ایسے علماء و فقہاء کے پاس جانا چاہیے جو اپنے علم و فن کے ماہر ہوں۔
- تعلیم و تعلم کا اصل فائدہ یہ ہے کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل بھی کیا جائے۔

مشق

سوال نمبر ا۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا:

الف۔ آگ سے | ب۔ نور سے | ج۔ مٹی سے | د۔ ہوا سے

۲۔ فرشتے پابند ہیں:

الف۔ اپنی مرضی کے | ب۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے | ج۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے حکم کے | د۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کے حکم کے

۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے پر ہیں:

الف۔ تین سو | ب۔ چار سو | ج۔ پانچ سو | د۔ چھے سو

۴۔ فرشتوں بالخصوص کراماً کاتبین پر پختہ ایمان رکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان:

الف۔ ہر وقت برے اعمال سے خوفزدہ رہتا ہے | ب۔ دن کی روشنی میں گناہ کرنے سے بچ جاتا ہے

ج۔ ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہے | د۔ دوسروں کو بُرے کاموں سے روکتا ہے

۵۔ قیامت سے پہلے مخلوق کو دوبارہ زندہ کیے جانے کے وقت صور پھونکنے پر مامور ہیں:

الف۔ حضرت جبریل علیہ السلام | ب۔ حضرت میکائیل علیہ السلام | ج۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام | د۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام

۶۔ حدیث جبریل علیہ السلام کا سب سے اہم موضوع ہے:

الف۔ ارکانِ اسلام اور ایمان | ب۔ صفائی اور پاکیزگی | ج۔ احسان کا بدلہ احسان | د۔ تعلیم کی اہمیت

۷۔ تعلیم و تعلّم کے سلسلے میں حدیث جبریل علیہ السلام سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

الف۔ علماء و اساتذہ کی محفل میں باادب حاضری دینی چاہیے۔ | ب۔ اپنے بڑوں سے زیادہ سوالات نہیں پوچھنے چاہییں۔

ج۔ گذشتہ اسباق کا گھر میں اعادہ کرنا چاہیے۔ | د۔ علماء و اساتذہ کو اپنے گھر بلا کر تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ ایمانِ مفصل میں ہم کن عقائد کی گواہی دیتے ہیں؟

۲۔ لفظ ملائکہ کے معنی و مفہوم بیان کریں۔

۳۔ فرشتوں کی تعداد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۴۔ منکر نکیر کا کیا کام ہے؟

۵۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے زندگی پر کون سے چار فوائد مرتب ہوتے ہیں؟

۶۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی صورت کے متعلق حدیثِ مبارکہ تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟ نیز فرشتوں کی تعظیم کیوں ضروری ہے؟

۲۔ فرشتوں کی تخلیق، صفات اور ذمہ داریوں پر نوٹ لکھیں۔

۳۔ حدیثِ جبریل علیہ السلام سے کیا مراد ہے؟ نیز حدیثِ جبرئیل علیہ السلام سے تعلیم و تربیت کے حوالے سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورۃ کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں فرشتوں کا ذکر ہو۔
- قرآن و سنت میں مذکور چند فرشتوں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں پر مشتمل فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
- طلبہ کو اس بات کا درس دیا جائے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں، ان پر ایمان لانا بہت ضروری ہے۔
- طلبہ کو سمجھایا جائے کہ کس طرح حدیث جبریل علیہ السلام سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم و تعلّم کے آداب سیکھے جا سکتے ہیں اور ان آداب کا عملی مظاہرہ کروانے کے لیے اسکول/کلاس میں مشق کروائی جائے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

کتبِ سماویہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- انسانوں کی ہدایت کے لیے آسمانی کتب کے نازل ہونے کی اہمیت اور ان کا مقصد جان سکیں۔
- صاحب کتب اور صاحب صحفِ انبیائے کرام علیہم السلام کا تعارف جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مختصر تاریخ جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات جان سکیں۔
- مشرکین اور اہل کتاب میں فرق جان کر اہل کتاب کے بارے میں مختصر احکام سے آگاہ ہو سکیں۔

صلاحیت

- آسمانی کتب پر ایمان پختہ کرتے ہوئے ان کے ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھ سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات کو جان کر اعمال خیر میں عالمی اشتراک اور تعاون کی روح پیدا کر سکیں۔
- اہل کتاب کے بارے میں شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھ سکیں۔
- قرآن مجید کو آخری و ابدی اور ہر قسم کی تحریف سے پاک آسمانی کتاب مانتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

ضرورت و اہمیت

انسان کے دنیا میں وجود میں آنے کے ساتھ ہی اس کی بنیادی روحانی و جسمانی ضروریات کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے الہامی تعلیمات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ تعلیمات انسان کی ذہنی استطاعت اور سمجھ بوجھ کے مطابق تھیں۔ جیسے جیسے انسان کی ذہنی نشوونما کی ترقی ہوئی ویسے ہی اس کی فکری صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی رہیں اور اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے تعلیمات کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے شناسائی اور حقیقت تک رسائی کے لیے برگزیدہ ہستیاں دنیا میں جلوہ افروز ہوتی رہی ہیں۔ جن کے ذریعے انسان کی رہنمائی کے لیے الہامی تعلیمات انسان تک پہنچتی رہی ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے وقتاً فوقتاً صحائف و کتب میں مذکور تعلیمات نازل فرمائیں جو انسانی فکر کو نکھارنے میں مرکزی اہمیت رکھتی ہیں۔

آسمانی کتب کی تاریخ

> **صحیفہ کے معنی**
>
> قرآن مجید، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور عربی ادب میں یہ لفظ کئی اور معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے، مثلاً نامہ اعمال، خط یا مکتوب، حکم نامہ یا فرمان۔

اللہ تعالیٰ کی انسان کی طرف بھیجی جانے والی تعلیمات کا آغاز صحائف سے ہوتا ہے۔ صحیفہ وہ چیز ہے جس پر لکھا جاسکے۔ اسی مناسبت سے ورق کی ایک جانب کو بھی صفحہ کہتے ہیں۔ صحف سماویہ کی تاریخ کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفوں کے نزول کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان کی تعلیمات زیادہ تر زبانی تھیں۔ بنی اسرائیل میں یہ تعلیمات زیادہ روشن رہیں کیوں کہ ان کی طرف برابر انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے۔ بعد میں جب تورات مرتب ہوئی تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ اور ان کی تعلیمات بھی جمع کر دی گئیں۔

ان صحائف اور کتب کے متعلق حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے جس میں تمام صحائف کا ذکر ملتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے:

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سو چار کتابیں اللہ نے نازل کی ہیں، پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے، تیس صحیفے اخنوخ، یعنی حضرت ادریس علیہ السلام پر اترے، دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اتارے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کے نزول سے قبل دس صحیفے اتارے گئے اور چار کتابیں تورات، زبور، انجیل اور فرقان (قرآن مجید) نازل ہو گئیں۔'' (صحیح ابن حبان: 361)

گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے صحائف معدوم ہو چکے ہیں اگر کسی صحیفے کی تفصیلات موجود بھی ہیں تو وہ صرف صحفِ ابراہیمی ہے۔ صحفِ ابراہیمی سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کو سنائے، پھر شام میں ان کے چھوٹے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام نے اور عرب میں ان کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو سنائے، پھر یہ صحائف حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد میں مسلسل ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتے رہے۔ صحف ابراہیمی میں توحید اور عبرت کی باتیں تھیں۔

> اسفارِ خمسہ کا معنیٰ ہے: پانچ صحیفے
> اس سے مراد وہ پانچ کتب ہیں جن پر تورات مشتمل ہے

آسمانی کتابوں پر ایمان

آسمانی کتابوں پر ایمان، بنیادی عقائد اور ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسولوں پر نازل کی جانے والی کتابوں پر ایمان نہ لے آئے۔ کتابوں پر ایمان لانے میں درج ذیل چند امور شامل ہیں:

- اس بات کی تصدیق اور اقرار کرنا کہ یہ تمام کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حق اور روشن ہدایت کے ساتھ اپنے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں۔
- یہ اللہ ہی کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کلام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا اور جس طرح ارادہ کیا ان کے ذریعے حقیقتاً کلام کیا۔
- یہ برحق اور سچی کتابیں ہیں اور اِن میں اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور روشنی ہے جن کی طرف یہ نازل کی گئی ہیں۔

> **فضیلتِ قرآن مجید**
> قرآن مجید کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
> وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ: 48)
> ترجمہ: اور (اے رسول ﷺ) ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کے مضامین کی محافظ و نگران ہے۔

آسمانی کتابیں اور صاحبِ کتب انبیاء علیہم السلام

تورات

سب سے پہلی باقاعدہ آسمانی کتاب تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس بارے میں یہود کا نظریہ ہے کہ کوہ طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو قسم کے قوانین سے نوازا۔ ایک وہ وحی تھی جو پتھر پر لکھ کر عطا ہوئی، جسے وحی مکتوبی کہتے ہیں۔ بعد میں ان تختیوں کو حرف بحرف تورات میں نقل کر دیا گیا۔ دوسری وحی وہ تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الہام کی گئی جسے وحی لسانی کا نام دیا گیا۔ یہ قوانین، مکتوبی قوانین کی خصوصی وضاحت کے لیے تھے۔ تورات کو پانچ کتب کا مجموعہ کہا جاتا ہے، اس کے لیے ''اسفار خمسہ'' کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔ تورات الہامی کتب میں تاریخی اعتبار سے نازل ہونے والی اول کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ جس وقت تورات نازل کی گئی اس وقت مصر میں جادو اور سحر کے علم کا بہت چرچا تھا۔ اس لیے تورات کے نزول کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات سے نوازا گیا۔ یوں انسانی فکر کا یہ لمحہ

معجزات کا متقاضی رہا اسی نسبت سے اس عہد میں معجزات موسیٰ علیہ السلام کثیر تعداد میں ملتے ہیں جنھیں تورات میں محفوظ کیا گیا اور بنی اسرائیل کے لیے راہ ہدایت بنایا گیا۔

زبور

زبور کے لغوی معنی "کتاب" کے ہیں، لیکن عرف میں زبور کا لفظ اس آسمانی کتاب کے لیے مخصوص ہو چکا ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ زبور دراصل بائبل کے مرکزی خیال سے ہم آہنگ ہے کیونکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری، اللہ پر ایمان، امید، گناہ پر پشیمانی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری جیسے تصورات شامل ہیں۔ زبور اللہ تعالیٰ کی حمد کے نغموں سے معمور تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا لہجہ اور پر اثر لحن عطا فرمایا تھا کہ جب آپ علیہ السلام زبور کی تلاوت فرماتے تو جنوں اور انسانوں کے ساتھ ساتھ جانور اور پرندے تک وجد میں آ جاتے۔

انجیل مقدس

انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی سلسلہ بنی اسرائیل کی آخری الہامی کتاب ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آمد کی خوش خبری بھی سنادی۔ انجیل جہاں اصطلاح میں کلام الٰہی ہے وہیں اس لفظ کے اپنے معنی اس میں شامل مضامین و مقصود کو بھی واضح کرتے ہیں۔ لفظ "انجیل" کا مطلب ہے خوش خبری۔

انجیل میں بیان کردہ تعلیمات کا انداز بنی اسرائیل کی ذہنی سطح کے مطابق ہے جس میں نثری انداز بیان اور مکالمہ شامل ہے۔ مکالمے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نہ صرف کلام کا انداز سکھاتے ہیں بلکہ اس میں موجود تعلیمات کی طرف انسان کو راغب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے آخری عہد میں اسی انداز کے ذریعے احکامات سمجھائے گئے۔

قرآن مجید

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید ہے۔ جس طرح انبیاء کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ختم ہو گیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب بھی آخری آسمانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام اور اپنا دین اس کی صورت میں مکمل کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (المائدہ: 3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔

قرآن مجید ایک جامع کتاب ہے۔ یہ ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اور ایک ایسا ابدی معجزہ ہے جو قیامت تک رہے گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر امر کو بیان کیا ہے۔ کوئی بھی معاملہ ایسا نہیں کہ جس کا علم قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ دین کے مسائل سے لے کر دنیا کے معاملات اور سائنس کا علم بھی ہمیں قرآن سے ملتا ہے۔ اس میں ہمارے لیے کامیابی کا ہر راز موجود ہے۔ دنیا و آخرت میں سرخروئی قرآنی تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس کی تعلیمات کو سیکھنا اور عمل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کے بعد کوئی آسمانی ہدایت نازل نہیں ہوگی چناں چہ دُنیا و آخرت کی کامیابی اسی کو سیکھنے اور عمل کرنے میں ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیمات:

ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اس بات پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر اپنا کلام نازل فرمایا۔ تمام آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت پر زور دیا گیا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے طریقے بتائے گئے ہیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے راہنما اصول بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

اہلِ کتاب کے ساتھ تعلقات

آسمانی کتب کو ماننے والے اسلام کے نزدیک اہل کتاب سے مراد مسیحی اور یہودی ہیں جن کے پاس آسمانی صحیفے آئے اور بعد میں منسوخ ہو گئے۔ مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ (حلال کی پابندی کے ساتھ) کھانے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حقوق کی نگہداشت کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام ہمیں اہل کتاب کے لیے نازل کردہ کتب اور ان میں دی گئی ابدی تعلیمات کے احترام کا حکم دیتا ہے۔ اہلِ کتاب کے ساتھ حسنِ سلوک اور رواداری والا رویہ اختیار کرنے کی مثالیں عہدِ نبوی ﷺ اور عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں۔ وہ غیر مسلم جو اسلام کی مخالفت نہ کریں ان کے ساتھ باہمی ہمدردی اور انسانی حقوق کی پاسداری کرنی چاہیے۔

حاصلِ کلام

ہمیں چاہیے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کو برحق جانیں اور دل و جان سے ان کا احترام بجالائیں۔ ہمیں اس بات پر بھی پختہ ایمان رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید سابقہ تمام کتب کی تعلیمات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے اور ان کی مشترکہ آفاقی تعلیمات کو تسلیم کرنے سے دنیا میں امن اور خیر خواہی کا بول بالا ہو گا۔ جس سے اسلام کی ابدی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کے بہتر مواقع میسر ہوں گے۔

مشق

سوال نمبر ا۔ **مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔**

ا۔ نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشخبری کونسی کتاب میں موجود تھی؟

الف۔ تورات مقدس　ب۔ زبور مقدس　ج۔ انجیل مقدس　د۔ قرآن مجید

۲۔ صحف سماویہ کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

الف۔ حضرت آدم علیہ السلام سے　ب۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے　ج۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے　د۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

۳۔ کتب سماویہ کی مشترکہ تعلیمات میں شامل ہے۔

الف۔ توحید اور عبادتِ الٰہی　ب۔ ارکانِ اسلام پر ایمان　ج۔ ختم نبوت پر ایمان　د۔ رمضان میں تراویح اور اعتکاف

۴۔ بنی اسرائیل کی آخری الہامی کتاب ہے۔

الف۔ تورات　ب۔ زبور　ج۔ انجیل　د۔ قرآن مجید

۵۔ تورات کو "اسفارِ خمسہ" کہے جانے کی وجہ ہے۔

الف۔ پانچ کتابوں کا مجموعہ ہونا　ب۔ پہلی باقاعدہ کتاب ہونا　ج۔ وحی مکتوبی ہونا　د۔ معجزات کا ذکر ہونا

NATIONAL BOOK FOUNDATION

سوال نمبر ۲۔ **درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔**

۱۔ صحائف اور آسمانی کتب کی تعداد سے متعلق حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تحریر کریں۔

۲۔ وحی مکتوبی اور وحی لسانی سے کیا مراد ہے؟

۳۔ اہلِ کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟

۴۔ زبور میں کن باتوں کی تعلیم دی گئی ہے؟

۵۔ انجیلِ مقدس کا اندازِ تخاطب کیسا ہے؟

سوال نمبر ۳۔ **درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔**

۱۔ کتبِ سماویہ کی ضرورت واہمیت پر نوٹ لکھیں۔

۲۔ آسمانی کتابوں پر ایمان سے کیا مراد ہے؟ نیز آسمانی کتب کا ادب واحترام ہم پر کیوں واجب ہے؟ وضاحت کریں۔

۳۔ مشہور آسمانی کتابوں پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں اور ان میں موجود مشترکہ تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورۃ کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات کا ذکر ہو۔
- کلاس یا اسکول میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے تعاون اور حسنِ سلوک کا عملی مظاہرہ کرنے کے مختلف طریقوں کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- قرآن وسنت میں مذکور سابقہ امتوں کے متعلق بیان کردہ چند واقعات سنائے جائیں۔
- طلبہ کو دیگر آسمانی کتب کی تعظیم کی تربیت دی جائے اور ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ ہدایت کا اصل سرچشمہ ہمارے لیے قرآن مجید ہی ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

ب۔ عقیدۂ آخرت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• عقیدۂ آخرت اور اس کے نقلی و عقلی دلائل جان سکیں۔ • برزخ، حشر نشر، مقام محمود، حوضِ کوثر، میزان، شفاعت، جنت اور جہنم کے بارے میں جان سکیں۔ • جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا جائزہ لے سکیں۔	• عقیدہء آخرت پر ایمان پختہ کر کے جنت کا شوق اور جہنم کا خوف قلوب میں پیدا کر سکیں۔ • آخرت کی تیاری کر کے حقیقی کامیابی پانے والے بن سکیں۔

فرمانِ الٰہی

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ

(البقرۃ:281)

ترجمہ:۔اور اُس دن سے ڈرتے رہو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

عقیدۂ آخرت کا معنی و مفہوم

آخرت کے معنی ہیں ''بعد میں آنے والی چیز''۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کے معنی ہیں ''قریب والی چیز''۔ جو ہماری موجودہ زندگی ہے، یہ قریب ہے کیونکہ اس وقت ہم اس سے گزر رہے ہیں اس کو دُنیا کہتے ہیں اور جو اس زندگی کے بعد زندگی ہے اس کو آخرت کہتے ہیں۔ عقیدہ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل اہم عقیدہ ہے جس پر ہر مسلمان کو ایمان اور پُختہ یقین رکھنا ضروری ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بندہ جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہو سکتا۔ وہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک میں محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مجھے اس نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، وہ موت پر اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔ (جامع ترمذی:2145)

دنیا و آخرت کی زندگیوں میں واضح فرق یہ ہے کہ دنیا کی زندگی چندروزہ اور ختم ہونے والی ہے۔ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور موت کے بعد انسان آخرت کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ والی ہے۔ عقیدۂ آخرت کی اسلام میں بے حد اہمیت ہے۔ توحید و رسالت کے بعد اسلام میں جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ عقیدۂ آخرت ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ عقیدۂ آخرت پر یقین رکھے بغیر انسان کے باقی عقائد و نظریات میں پختگی پیدا نہیں ہو سکتی اور اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ عقیدۂ آخرت سے مراد اس بات کا یقین رکھنا کہ یہ کائنات وقت مقررہ پر ایک دن فنا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر انسان کا نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا۔ پھر ترازو قائم کیا جائے گا اور سب انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا، اُسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور جس شخص کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہو گا، اُسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ حساب و کتاب کے اس دن کو یومِ حشر یا یومِ قیامت کہتے ہیں۔ نیک لوگوں کے لیے جنت انتہائی آرام دہ اور پُرسکون ٹھکانا ہو گا۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

جبکہ کافروں اور گناہ گاروں کا ٹھکانا جہنم ہو گا جو انتہائی تکلیف دہ اور اذیّت ناک جگہ ہے۔ ایمان والے اپنی سزا پوری کر کے بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخل ہوں گے۔

عقیدۂ آخرت کے دلائل

- جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، وہ عقیدۂ آخرت پر بھی ایمان رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اس عقیدے کی تعلیم ہم تک پہنچائی کہ اس پر ایمان رکھا جائے۔
- اس بات کو کیسے مانا جا سکتا ہے کہ اچھے اور برے کام کا ایک ہی نتیجہ ہو؟ چناں چہ انسان اس فیصلے پر ضرور پہنچتا ہے کہ کوئی ایسا دن ہونا چاہیے جس میں ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے اور اچھے افراد کو ان کے نیک اعمال کی جزا اور برے لوگوں کو ان کے برے اعمال کی سزا دی جاسکے۔
- عقیدۂ آخرت انسان کے رہن سہن اور طرزِ عمل کو سنجیدہ بناتا ہے۔ وہ اچھائی اور برائی کے معاملے میں حقیقی فرق کو سمجھ سکتا ہے۔ اور وہ دنیا پرستی چھوڑ کر اسلام کی راہ پر چل کر کامیاب ہو سکتا ہے۔
- عقیدۂ آخرت انسان میں حساب و جواب دہی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ القارعہ اور سورۃ الزلزال میں یہ بات بیان کی گئی ہے تاکہ انسان کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے سوچے کہ ایک دن یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور سب انسانوں کو اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہو گا۔

> نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) نے فرمایا:
> اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کی طلب کرو۔ کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ جنت ہے اور سب سے بہترین حصہ ہے اور عرشِ الٰہی اس کی چھت ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث: 2530)

- آخرت کی زندگی محض ایک تصور اور خیال نہیں ہے، بلکہ اِسے ماننے سے انسان کی عملی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوتی ہے، انسان اس بات سے آگاہ ہوتا ہے کہ اس کی ہر حرکت اور ہر عمل کو دیکھا جا رہا ہے اور ان اعمال کی جزا اور سزا یقینی طور پر مقرّر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾

ترجمہ: تو جس نے ذرّہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرّہ برابر بُرائی کی ہو گی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔ (الزلزال: 7-8)

برزخ

لغوی اعتبار سے برزخ دو چیزوں کے درمیان روک یا آڑ کو کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد موت کے بعد سے قیامت تک کا درمیانی عرصہ ہے۔ مرنے کے بعد تمام جن و انس حسبِ مراتب برزخ میں رہیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ (المؤمنون: 15، 16)

ترجمہ: پھر یقیناً تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر بے شک تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

قیامت

قرآن مجید میں ہے کہ دنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل تماشا ہے، جو ہمیشہ نہیں رہے گا۔ ایک وقت ایسا آئے گا، جب فرشتہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا کی ہر چیز ختم ہو جائے گی۔ دریا، ندی، نالے اور سمندر خشک ہو جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ یہ قیامت کا دن ہو گا۔

اس دنیا کے فنا ہو جانے کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ جس کے نتیجے میں سارے انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور ایک صاف اور چٹیل میدان میں جمع ہوں گے، جہاں انھیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ اس دوسرے جہاں کو آخرت کہا جاتا ہے اور اسے قیامت کا دن بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں بیان ہوا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرما دیجیے کہ اللہ ہی تمھیں زندگی عطا فرماتا ہے پھر وہی تمھیں موت دے گا پھر وہی تمھیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

(الجاثیۃ:26)

نامۂ اعمال

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے ہیں، یہ فرشتے "کراماً کاتبین" کہلاتے ہیں۔ کراماً کاتبین ہر انسان کے دن رات کے نیک و بد اعمال لکھتے رہتے ہیں اور ان کا باقاعدہ حساب کتاب رکھتے ہیں۔ یہ حساب انسان کا نامۂ اعمال ہے۔ روزِ جزا ہر انسان کو اس کا نامہ اعمال پیش کیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اور برے لوگوں کو بائیں ہاتھ میں۔ میدانِ حشر میں میزانِ عدل قائم ہو گا۔ میزان کے ایک پلڑے میں انسان کے نیک اعمال اور دوسرے پلڑے میں اُس کے بُرے اعمال ڈالے جائیں گے۔ اگر نیکیوں کا وزن زیادہ ہو گا، اُسے بخش دیا جائے گا اور رحمت کے فرشتے اُسے جنت میں لے جائیں گے۔ اگر برائیوں کا وزن زیادہ ہو گا تو دوزخ کے فرشتے اُسے دوزخ میں لے جائیں گے۔

حوضِ کوثر، شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور مقامِ محمود

کوثر کے لفظی معنی "بہت زیادہ بھلائی" کے ہیں۔ یہ جنّت کے اس حوض کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تصرّف میں دے گا۔ جس کے پاک پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امّت سیراب ہو گی۔ احادیث میں مذکور ہے کہ نہرِ کوثر اصل میں جنّت میں ہے، جس کی دو نالیوں سے حوضِ کوثر میں پانی آتا رہے گا۔ حوضِ کوثر قیامت کے میدان میں ہو گا۔ تصور کیا جائے کہ قیامت کی اس گرمی اور نفسا نفسی کے عالم میں حوضِ کوثر کی کیا اہمیت ہو گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس حوض کے وسط میں تشریف فرما ہوں گے اور اپنی امت کو حوضِ کوثر سے جام بھر بھر کر پلاتے جائیں گے۔ حوضِ کوثر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امّت جنّت میں داخل ہونے سے قبل پانی پیے گی۔ جو اس حوض کا پانی ایک بار پی لے گا، اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا اور اس کی تہ کی مٹّی مشک سے زیادہ خوشبودار ہو گی۔ (صحیح مسلم:2301)

> **حوضِ کوثر**
>
> اس حوض کی لمبائی ایلہ (اردن اور فلسطین کے درمیان ایک علاقہ) سے صنعاء (یمن) تک ہو گی، اور اس کی چوڑائی ایلہ سے جحفہ (جدہ اور رابغ کے درمیان ایک مقام) تک کے فاصلے کے برابر ہو گی۔ (صحیح بخاری:6580)

قیامت کا دن مومنوں کے لیے امید اور خوشخبری کا بھی باعث ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قیامت کے دن مقامِ محمود پر فائز ہوں گے، یعنی

NATIONAL BOOK FOUNDATION

آپ ﷺ حقِ شفاعتِ عظمیٰ استعمال فرمائیں گے۔ روزِ قیامت صرف آپ ﷺ ہی کو شفاعت کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ تمام گناہگار آپ ﷺ کی شفاعت کے منتظر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ گناہگار امتیوں کے حق میں آپ ﷺ کی شفاعت قبول کریں اور اس طرح مسلمان امت کی بخشش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصّے میں تہجد پڑھا کیجیے جو آپ کے لیے زائد (عبادت) ہے اُمید ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔

آخرت میں میزان اور پُل صراط

آخرت کے مناظر جو قرآن مجید و احادیث مبارکہ نے بیان کیے ہیں، اس قدر ہولناک ہیں کہ انسان کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ اُس روز نفسا نفسی کا عالم ہو گا اور کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اگر کوئی چیز کام آئے گی تو وہ انسان کے اپنے اعمال ہوں گے۔ جن میں سے ہر عمل کا حساب دینا ہو گا۔ اعمال میزان کے ذریعے تولے جائیں گے۔ میزان ترازو کو کہتے ہیں جو اعمال کے وزن کے لیے قیامت میں نصب کی جائے گی۔ وزن ایسی میزان سے کیا جائے گا جس میں دو پلڑے ہوں گے اور اس کا ہر پلڑا اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وسعت ہے۔ قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن اس میزان میں رکھا جائے گا۔ جن کے اعمال وزنی ہوں گے، وہ کامیاب ہوں گے اور جن کا وزن ہلکا ہو گا وہ خسارے میں رہیں گے۔

قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک پل پر چل کر جنت کی طرف جانا ہو گا، اس پل کو پل صراط کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم کے اوپر نصب کیا جائے گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ ہر نیک و بد اور مومن و کافر کا اس پر سے گزر ہو گا۔ نیک لوگ اس پل پر سے سلامتی سے گزر جائیں گے جبکہ کافر لوگ اس پل سے گر کر دوزخ میں چلے جائیں گے۔

جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال

جو شخص ایمان کی حالت میں اس دنیا سے جائے گا، وہ یقیناً جنت کا حقدار ہو گا۔ لیکن زندگی میں کیے گئے گناہوں اور کوتاہیوں کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، نماز کی پابندی نہ کرنا، رمضان المبارک کے فرض روزے نہ رکھنا، زکوۃ نہ دینا، استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا ایسے کبیرہ گناہ ہیں کہ جو اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔ ان کی سزا انسان کو جہنم کی صورت میں مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، لوگوں کا حق نہ دینا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا، گالم گلوچ کرنا، وعدہ خلافی کرنا، لوگوں کو تکلیف پہنچانا، برے القاب سے پکارنا وغیرہ ایسے گناہ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ ہو گی۔ جو مسلمان ان تمام گناہوں سے بچتا ہے، وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں اپنا ٹھکانا پائے گا۔ نماز سمیت تمام فرائض کی ادائی، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا مکمل خیال رکھنا انسان کو جنت میں لے جاتا ہے۔ جنت ایسی جگہ ہے کہ جہاں انسان کو ہر طرح کی نعمت، جس کا وہ تصور کر سکتا ہے، میسر ہو گی۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم راہِ راست پر قائم رہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والے اعمال بجالائیں۔ ارکانِ اسلام پر پابندی سے کار بند رہیں۔ عبادتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق میں بھی سچائی اور ایمان داری والا رویہ اختیار کریں۔ دنیاوی معاملات کو آخرت کے خوف سے درست انداز سے بجالانے سے انسان جہنم سے بچ کر جنت میں اپنا ابدی ٹھکانا بنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

مشق

سوال نمبر ا۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

ا۔ آخرت کے معنی ہیں:

الف۔ بعد میں آنے والی چیز | ب۔ پہلے آنے والی چیز | ج۔ درمیان میں آنے والی چیز | د۔ ختم ہو جانے والی چیز

۲۔ میزان پر کیا کام ہوگا؟

الف۔ پانی پلایا جائے گا | ب۔ گناہگاروں کو گزارا جائے گا

ج۔ اعمال تولے جائیں گے | د۔ مردوں کو زندہ کیا جائے گا

۳۔ کس عقیدے میں مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا ذکر ہے؟

الف۔ توحید | ب۔ رسالت | ج۔ فرشتے | د۔ آخرت

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے:

الف۔ صرف بنی اسرائیل کی۔ | ب۔ اہلِ حرمین شریفین کی | ج۔ اپنے پیارے امتیوں کی | د۔ سب انسانوں کی

۵۔ موت کے بعد سے قیامت تک کا درمیانی عرصہ کہلاتا ہے:

الف۔ آخرت | ب۔ برزخ | ج۔ قیامت | د۔ پل صراط

۶۔ قیامت کے دن گناہگار مسلمان امتیوں کی نظریں سب سے زیادہ کس چیز کی طرف ہوں گی؟

الف۔ قیامت کی گرمی۔ | ب۔ اللہ تعالیٰ کے انصاف

ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت | د۔ دوسری امتوں کی طرف

۷۔ دنیا میں عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ ہونے سے انسان بچ جاتا ہے:

الف۔ حقوق العباد کی ادائی سے | ب۔ زکوۃ ادا کرنے سے

ج۔ برے اعمال سے | د۔ امر بالمعروف سے

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

ا۔ عقیدۂ آخرت کا مفہوم واضح کریں۔

۲۔ عقیدۂ آخرت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت اور اُس کا ترجمہ لکھیں۔

۳۔ عقیدۂ آخرت کی ایک عقلی دلیل پیش کریں۔

۴۔ مقام برزخ سے کیا مراد ہے؟

۵۔ قیامت کے دن حوضِ کوثر کی کیا اہمیت ہوگی؟

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "مقام محمود" پر فائز ہونے سے کیا مراد ہے؟

NATIONAL BOOK FOUNDATION

۷۔ شفاعتِ رسول ﷺ سے کیا مراد ہے اور کون لوگ اس سے فیض یاب ہوں گے؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ عقیدۂ آخرت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی نوٹ لکھیں۔

۲۔ عقیدۂ آخرت میں میزان اور پل صراط پر مکمل ایمان لانے کے تقاضوں کی وضاحت کریں۔

۳۔ عقیدۂ آخرت کے دلائل تفصیلاً بیان کریں۔

۴۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالے سے جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورۃ کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں عقیدۂ آخرت اور جنت و جہنم کا ذکر ہو۔
- جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- عقیدۂ آخرت کے عملی زندگی پر اثرات کے متعلق ایک مذاکرہ کرایا جائے۔
- طلبہ کو آخرت کی تیاری کرنے کی ترغیب دلانے کے لیے قرآن و حدیث کے مزید احکام پر روشنی ڈالیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

زکوٰۃ اور عُشر

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- زکوٰۃ و عشر میں فرق جان سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کے دلائل جان سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی فرضیت کی حکمت سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں معاشی انصاف کے لیے زکوٰۃ و عشر کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- زکوٰۃ و عشر کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اپنے قلوب میں سخاوت کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- اسلامی معاشی مساوات سے آگاہ ہو کر معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے مددگار بن سکیں۔

زکوٰۃ:

زکوٰۃ دینِ اسلام کا بنیادی رکن ہے، جس کے لغوی معنی ''پاک ہونا، بڑھنا یا نشوونما پانا'' ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد ہر صاحبِ نصاب مسلمان مرد و عورت کا سال میں ایک مرتبہ اپنے مال سے ایک مخصوص حصہ (اڑھائی فیصد) مستحقین کو دینا ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ اس کا بنیادی مقصد غریبوں کی مدد، معاشرتی فلاح و بہبود میں صاحب ثروت لوگوں کا حصہ ملانا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔

عُشر:

عُشر کا لغوی معنی دسواں حصہ ہے۔ اسلامی اصطلاح میں عُشر زمین کی زرعی پیداوار کی زکوٰۃ ہے اور یہ زمین کے مالک کو کل پیداوار کا دسواں حصہ حق داروں کو ادا کرنا ہوتی ہے۔ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا جائے اس پر عُشر یعنی دسواں حصہ ادا کرنا لازم ہے اور جس زمین کو کنویں یا ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب کیا جائے۔ اس پر نصف عُشر یعنی بیسواں حصہ ادا کرنا لازم ہے۔ یعنی جس کھیت کی کاشت میں آبپاشی کے لیے کم مشقت کرنا پڑتی ہو وہاں عشر یعنی دسواں حصہ دینا واجب ہے جبکہ جس زمین کی آبپاشی میں زیادہ محنت کرنا پڑے تو اس پیداوار میں سے نصف عُشر دینا واجب ہے۔

زکوٰۃ و عُشر کا نصاب:

جس مسلمان کے پاس ایک مقررہ مقدار میں مال و دولت سال بھر جمع رہے تو ہر سال اس دولت کا **چالیسواں حصہ** غریبوں، مسکینوں یا نیکی کے دوسرے کاموں پر خرچ کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہے۔

ہر اس شخص پر جو زمین کاشت کرتا ہے، عُشر دینا واجب ہے۔ عُشر چونکہ پیداوار کی زکوٰۃ ہے اس لیے مال کی زکوٰۃ کے ساتھ پیداوار کا عُشر الگ نکالا جاتا ہے۔ سال کے اندر جتنی بھی فصلیں کاشت ہوں گی، ان سب پر ہی عُشر واجب ہے۔ عُشر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

زکوٰۃ و عُشر کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے، نماز اور روزے کی طرح یہ بھی ایک فرض عبادت ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی سب سے مقدم عبادت نماز کے بعد اس کا مقام ہے۔ نماز ہجرت سے پہلے شب معراج کو فرض ہوئی جبکہ زکوٰۃ دو ہجری میں فرض ہوئی۔ قرآن مجید میں ۸۲ جگہوں پر نماز کی فرضیت کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے، اور تنہا زکوٰۃ کا ذکر اس کے علاوہ ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی کس قدر اہمیت ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی فریضہ اور عبادت ہے جو پچھلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی شریعتوں میں بھی ایک دینی فریضہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر زکوٰۃ اس لیے فرض کی ہے تاکہ محتاج اور ضرورت مند مسلمانوں اور انسانوں کی مدد کی جاسکے۔ اسی طرح خرچ کرنے والوں کی تعریف اور ان کے اجر و ثواب کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

(التوبہ:103)

ترجمہ: آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اِن کے مال میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُنھیں پاک کریں اور اس کے ذریعہ اِن کا تزکیہ کریں اور اِن کے حق میں دُعا فرمائیں۔ بے شک آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دُعا اِن کے لیے (باعثِ) تسکین ہے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

زکوٰۃ و عشر ادا کرنے والوں کا نعاماتِ آخرت کی بشارت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (السبا:39)

ترجمہ: اور جو بھی چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور عطا فرماتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

زکوٰۃ محض ناداروں کی کفالت اور دولت کی تقسیم کا ایک موزوں ترین عمل ہی نہیں بلکہ ایک ایسی عبادت ہے جو مال کے ساتھ ساتھ قلب او رُوح کا میل کچیل بھی صاف کرتی ہے۔ ابتدائے اسلام میں لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ لا کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے بے ساختہ طور پر ان کے لیے دعائیں نکلتی تھیں، چناں چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ پیش کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

دورِ اوّل میں جب اسلام مکمل طور پر ملکی قانون کے طور پر نافذ تھا تو نماز اور زکوٰۃ کا نظام بھی باقی قوانین و احکام کی طرح حکومت ہی قائم کرنے کی ضامن تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں یہ تلقین فرمائی:

"ان کو اس گواہی دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور اس کی کہ میں اللہ کا (سچا آخری) رسول ہوں۔ پھر اگر وہ تمھاری یہ بات مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ لوگ تمھاری یہ بات مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کر دی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر ان کے غریبوں پر صرف کی جائے گی"۔ (صحیح بخاری:1395)

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

ترجمہ: "صدقہ گناہ کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے یعنی ختم کر دیتا ہے" اور "صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا رہتا ہے۔" (مشکوۃ المصابیح، حدیث: 389)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی زکوٰۃ کو بہت اہمیت دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی ریاست کو نازک ترین صورتِ حال اور بحران کا سامنا کرنا پڑا تو سب سے بڑا چیلنج منکرینِ زکوٰۃ کا تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس انتہائی نازک لمحے میں خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کمال جرأت ایمانی سے اس بات کا اعلان کیا کہ جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز روا رکھے گا، میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ چناں چہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف کھلم کھلا جہاد کا اعلان کیا اور دستے روانہ کیے۔ اسی طرح باقی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی زکوٰۃ کو جمع کرنے اور تقسیم کرنے کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے چند شرائط درج ذیل ہیں۔

- مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔
- بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔
- عاقل ہونا: مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں جبکہ اسی حال میں سال گزر جائے۔
- آزاد ہونا: غلام پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔
- مال بقدرِ نصاب اس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہیں۔
- نصاب پر ایک سال کامل کا گزر جانا۔
- مال قرض سے فارغ ہو یعنی قرض ادا کرنے کے بعد نصاب کے برابر ہو۔

مصارفِ زکوٰۃ

بے شک زکوٰۃ تو (صرف) فقرا اور مسکینوں اور اس (کی تحصیل و تقسیم) پر مامور کارکنان اور (اُن کے لیے ہے) جن کی تالیفِ قلب (مطلوب) ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ (التوبہ: 60)

زکوٰۃ و عشر ادا کرنے کے فوائد و حکمت

اسلامی فلاحی مملکت میں رفاہِ عامہ اور نظامِ حکومت چلانے کے لیے زکوٰۃ و عشر ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ زکوٰۃ و عشر دینے کے بے شمار فوائد میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

- زکوٰۃ و عشر ادا کرنے میں اطاعتِ الٰہی کی پاسداری ہوتی ہے اور اطاعتِ الٰہی سے دین و دنیا کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔
- زکوٰۃ و عُشر دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور اس سے مال میں برکت ہوتی رہتی ہے۔
- زکوٰۃ و عُشر ادا کرنے سے مال کی محبت کم ہوتی ہے جس سے اخلاق میں پختگی آتی ہے۔
- زکوٰۃ و عُشر ادا کرنے سے بے شمار بلائیں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

- زکوٰۃ و عُشر ادا کرنے سے دولت گردش میں رہتی ہے جس سے معاشرے میں غربت میں کمی اور معاشی ناہمواری ختم ہوتی ہے۔
- زکوٰۃ ادا کرنے سے معاشرتی تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔

حاصلِ کلام:

زکوٰۃ و عشر اسلام کے اہم ستونوں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسا معاشی نظام ہے، جو غریبوں اور مسکینوں کی خوش حالی کا ضامن ہے جس کے ذریعے معاشرے سے غربت کا خاتمہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسانوں میں سخاوت اور صدقہ کرنے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس سے امیروں اور غریبوں کے درمیان پیار و محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرہ خوش حال ہو جاتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد اور تعاون کا یہ ایک ایسا نظام ہے جو اقتصادی و معاشی سطح پر کمزور اور مجبور لوگوں کو مضبوط کرتا ہے۔

مشق

سوال نمبر ا۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

ا۔ صاحبِ نصاب اپنے مال پر زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

الف۔ دسواں حصہ　ب۔ بیسواں حصہ　ج۔ تیسواں حصہ　د۔ چالیسواں حصہ

۲۔ عشر ادا کیا جاتا ہے۔

الف۔ زیورات پر　ب۔ روپے پیسے پر　ج۔ زمینوں پر　د۔ فصلوں کی پیداوار پر

۳۔ منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کیا۔

الف۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷛ نے　ب۔ حضرت عمر فاروق ﷛ نے

ج۔ حضرت عثمان ﷛ نے　د۔ حضرت علی المرتضیٰ ﷛ نے

۴۔ جن کاموں پر زکوٰۃ و عُشر خرچ ہو سکتی ہے، کہلاتے ہیں۔

الف۔ مصارفینِ زکوٰۃ و عُشر　ب۔ نصابِ زکوٰۃ و عُشر　ج۔ واجباتِ زکوٰۃ و عُشر　د۔ فرائضِ زکوٰۃ و عُشر

۵۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کی منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی سب سے بڑی وجہ تھی۔

الف۔ منکرین کا خلیفہ کے خلاف جنگ کی تیاری کرنا۔　ب۔ خلیفہ کا مالی مسائل کا شکار ہونا۔

ج۔ مسلمانوں کا غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا۔　د۔ عہدِ نبوی کی طرح زکوٰۃ کی پابندی کروانا۔

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

ا۔ زکوٰۃ اور عُشر کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ زکوٰۃ کی اہمیت میں قرآن مجید کی ایک آیت اور اس کا ترجمہ تحریر کریں۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کے بارے میں حدیث مبارکہ بیان کریں۔

۴۔ مصارفِ زکوٰۃ کون کون سے ہیں؟

۵۔ زکوٰۃ و عُشر کو مکمل اور بروقت ادا کرنے کے تین معاشرتی فائدے لکھیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ زکوٰۃ وعُشر کی فضیلت واہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھیں۔

۲۔ زکوٰۃ وعُشر کے نصاب اور مصارف پر مفصل نوٹ لکھیں۔

۳۔ زکوٰۃ وعُشر مکمل اور بروقت ادا کرنے سے معاشرے کی ترقی اور خوشحالی پر مرتب ہونے والے اثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔

۴۔ زکوٰۃ وعُشر کی اہمیت سے آگاہ ہو کر ہم کس طرح سخاوت اور صدقہ وخیرات کر کے معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کی مدد کر سکتے ہیں، وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ آپس میں زکوٰۃ اور اس کے معاشرے پر اثرات کے بارے میں بات چیت کریں۔
- سخاوت اور صدقہ وخیرات کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں اور اپنے ہم جماعت طلبہ کو بتائیں کہ وہ کن کن صورتوں پر عمل کرتے ہیں۔
- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورۃ کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں زکوٰۃ کا ذکر ہو۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو زکوٰۃ اور عُشر کی حکمت آسان الفاظ میں سمجھائیں۔
- طلبہ کو اسلامی معاشی نظام سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے مددگار بن سکیں۔
- کمرا جماعت میں اسلامی نظام معیشت اور اس کے فوائد نیز غیر اسلامی نظام معیشت اور اس کے مفاسد کے بارے میں مذاکرہ کا اہتمام کریں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

حج اور قربانی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- حج اور قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے دلائل جان سکیں۔
- حج اور عمرہ کے فضائل اور مناسک سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے فلسفہ اور حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کی اہمیت و برکت سے آگاہ ہو سکیں۔
- اُمّتِ مُسلمہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے سلسلے میں حج کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- حج اور عمرہ کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج اور عمرہ کرنے والے بن سکیں۔
- قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں جذبہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وسلم، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کے انوار و فیوض سے مستفیض ہونے والے بن سکیں۔
- ملتِ اسلامیہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے تصور سے آگاہ ہو کر عالمی اخوت و یگانگت کی روح پیدا کر سکیں۔

معنی و مفہوم

اسلامی مہینے ذی الحج میں مقررہ تاریخوں پر مکہ مکرمہ میں جا کر کیے جانے والے متعینہ اعمال کو مناسک کہتے ہیں۔

حج ارکان اسلام میں پانچواں اور اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت کا حکم قرآن مجید میں واضح طور پر آیا ہے۔ حج کے لغوی معنی ہیں "کسی اہم کام کی انجام دہی کا قصد کرنا یا ارادہ کرنا"۔ اسلامی شریعت میں حج سے مراد ذی الحج کے مقررہ ایام میں بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا اور مقررہ مناسک وقت اور طریقے کے مطابق ادا کرنا ہے۔ یہ مناسک بیت اللہ شریف، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کیے جاتے ہیں۔

حج کے ایام میں، دس ذی الحج کو مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے جانور اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔ اسی کو قربانی کہا جاتا ہے۔

حج کی اہمیت وفضیلت

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ یہ ایک ایسی جامع عبادت ہے جس میں جسمانی اور مالی عبادات شامل ہیں۔ فریضہ حج کی ادائی کے لیے مکہ مکرمہ کے سفر کی تکالیف برداشت کرنا، لاکھوں روپے خرچ کرنا اور مناسک کی ادائی میں مشقت کے ساتھ ساتھ اپنے آرام اور نیند کی قربانی کرنا سبھی شامل ہوتا ہے۔ خاص لباس پہننا اور اپنے جذبات واحسات اور خواہشات کو ترک کر کے اللہ کو راضی کرنے کے لیے کوشاں رہنا حج کی رُوح ہے۔ حاجی کے دل میں

NATIONAL BOOK FOUNDATION

اس دوران میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ موجزن رہتا ہے اور تمام معاملات سے اپنے آپ کو الگ کرلیتا ہے۔ اس دوران بھوک، پیاس اور موسم کی شدت بھی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ حج ہر عاقل و بالغ، تندرست اور صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے اور یہ شرط بھی عائد کی گئی ہے کہ حج کے مقام تک پہنچنے کا راستہ بھی پر امن ہو اور اس کے گھر والوں کے پاس اس عرصے کے لیے ضروری وسائل بھی موجود ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آلِ عمران: 97)

ترجمہ: ''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اِس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس کسی نے کفر کیا تو بے شک اللہ جہان (والوں) سے بے نیاز ہے۔''

نظامِ شریعت کا نفاذ مرحلہ وار ہوا۔ پہلے وہ احکام نازل ہوئے جس میں آسانی تھی۔ حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سال خود حج نہیں فرمایا بلکہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لوگوں کو حج کے لیے روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیّبہ میں سن ۱۰ ہجری میں حج ادا فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے حج کرتا ہے اور وہ دورانِ حج فسق و فجور سے پاک رہتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا۔'' (سنن نسائی: 2628)

اللہ تعالیٰ کریم ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو گناہوں سے پاک کردے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق حج گناہوں کو اس طرح مٹادیتا ہے جس طرح پانی میل کچیل کو دھوڈالتا ہے گویا حج کے بعد گھر لوٹنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ حج کی اسی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جس (صاحبِ استطاعت) شخص کو نہ کوئی ظاہری ضرورت حج سے روک رہی ہو، نہ کوئی ظالم بادشاہ اس کی راہ میں حائل ہو، اور نہ کوئی روکنے والی بیماری اور پھر بھی وہ حج کیے بغیر مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کے مرے یا نصرانی''۔

(مشکوۃ المصابیح: 2521)

اس حدیث مبارکہ سے صاحبِ استطاعت ہوتے ہوئے حج نہ کرنے والے کے لیے اتنی سخت وعید یہ ظاہر کرتی ہے کہ کسی شرعی عذر کے بغیر حج نہ کرنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور ہو جاتا ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے انعام سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ اُس کی ناراضی کا مستحق ہوتا ہے۔

مناسکِ حج

آٹھ سے تیرہ ذوالحجہ کے دوران ہر سال مکہ مکرمہ میں مناسکِ حج مقررہ مقامات پر ادا کیے جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دوران حج کے تمام مناسک کو خود کر کے دکھایا تھا اور اعلان فرمایا:

خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ

ترجمہ: "اپنے مناسک حج مجھ سے سیکھ لو۔" (مسندِ احمد: 4430)

مناسکِ حج میں نیت کرنا، احرام باندھنا، تلبیہ پڑھنا، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کرنا فرض ہیں۔ منیٰ میں قیام، کنکریاں مارنا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا، بال منڈوانا یا ترشوانا، قربانی کرنا، مزدلفہ میں رات کا قیام کرنا اور طوافِ وداع کرنا بھی مناسکِ حج ہیں۔ ان تمام مناسک کا اپنے اپنے مقررہ وقت پر اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں حج مکمل نہیں ہوتا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
حج کے دوران میں شیطان کو کنکریاں مارنے کو "رمی" کرنا کہتے ہیں جبکہ صفا اور کے درمیان مروہ پر دوڑنے کو "سعی" کرنا کہا جاتا ہے۔

- حُجاج کرام 8 ذی الحج کو منیٰ پہنچ کر رات یہاں قیام کرتے ہیں، ذکر و اذکار اور عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ اُنھوں نے احرام باندھ رکھے ہوتے ہیں اور حُرمت والے تمام امور سے پرہیز کرتے ہیں جو احرام کی صورت میں لازم ہیں۔
- منیٰ میں رات گزارنے کے بعد میدان عرفات کی طرف چل پڑتے ہیں۔ کچھ پیدل سفر کرتے ہیں کچھ بسوں گاڑیوں پر اور کچھ ریل گاڑی پر یہاں پہنچ کر ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کرتے ہیں۔ میدان عرفات میں قیام وقوفِ عرفہ کہلاتا ہے اور یہ حج کا رکن اعظم ہے۔
- امام صاحب مسجدِ نمرہ سے خطبہ حج ارشاد فرماتے ہیں جس میں توحید، رسالت اور آخرت کے ساتھ حج کے مناسک کی اہمیت اور ادائی پر بات کی جاتی ہے۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اُن کے حل پر بھی بات کی جاتی ہے۔
- غروب آفتاب تک حُجاج دُعا و مناجات میں مصروف رہ کر اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ یہ روح پرور منظر غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے۔
- غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی حجاج عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی جاتی ہیں اور رات کھلے آسمان تلے گزاری جاتی ہے۔

آبِ زمزم پینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے باوضو اور کھڑے ہو کر تین سانس میں پیا جائے اور آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا کرنی چاہیے:
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔
"اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، فراخ رزق اور ہر بیماری سے شفا کا طلب گار ہوں۔"

- حجاج کرام صبح فجر کے وقت منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر رمی کی جاتی ہے، جس کے لیے کنکریاں مزدلفہ سے ساتھ لے لی جاتی ہیں۔
- رمی کے بعد جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔
- قربانی کے بعد حجاج اپنے سر کے بال منڈواتے ہیں یا ترشواتے ہیں اس کا مقصد اللہ کے حکم پر اپنی خواہشات کو قربان کرنا ہے۔
- مسجد الحرام جا کر بیت اللہ طوافِ زیارت اور صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

عمرہ کی فضیلت
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"رمضان میں عمرہ کرنا، حج کرنے کے

- حج کے اگلے دو یا تین دن منیٰ میں ہی قیام کر کے رمی کی جاتی ہے۔ یوں مناسکِ حج انجام پاتے ہیں۔ حجاج اپنے گھر واپسی سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف الوداع کرتے ہیں۔

حج اور عمرہ میں فرق

حج و عمرہ میں درج ذیل امور کے لحاظ سے فرق ہے:

- حج میں وقوف عرفات، طواف اور سعی ہے جبکہ عمرہ میں وقوف نہیں صرف طواف اور سعی ہے۔ طواف اور سعی کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے البتہ احرام دونوں میں شرط ہے۔
- حج کے لیے شرعاً وقت معین ہے اور عمرہ کے لیے کوئی معین وقت نہیں، جب چاہیں عمرہ ادا کرلیں سوائے یوم عرفہ اور اس کے بعد کے چار دن۔ ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا منع ہے۔
- حج صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے جبکہ عمرہ فرض تو نہیں مگر صاحب استطاعت جتنے چاہے ادا کر سکتا ہے۔
- عمرہ کی لبیک یعنی تلبیہ طواف کی ابتداء کرتے ہی ختم ہو جاتی ہے اور حج کی تلبیہ کا وقت رمی جمرہ عقبہ کے وقت ختم ہوتا ہے۔
- عمرہ میں کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس کے کفارے میں بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی دی جائے۔
- عمرہ میں طواف قدوم نہیں جبکہ حج میں طواف قدوم ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> **طوافِ قدوم:** حاضری کے وقت سب سے پہلے بیت اللہ کا جو طواف کیا جائے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔
> **حج قران:** عمرہ اور حج ایک ساتھ ایک احرام میں کیا جائے۔
> **حج تمتع:** عمرہ اور حج ایک ساتھ الگ الگ احرام میں کیا جائے۔

قربانی:

10 ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور یہ کنکری تقریباً کھجور کی گٹھلی کے برابر ہوتی ہے۔ اس کے بعد حاجی قربان گاہ جا کر قربانی کرتے ہیں۔ قربانی حج کے شکرانے میں حج قران اور حج تمتع کرنے والے دونوں پر واجب ہے چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں۔ قربانی سے فارغ ہو کر حلق و قصر کروایا جاتا ہے۔ حج افراد کرنے والے کے لیے یہ قربانی مستحب ہے چاہے وہ غنی ہو۔ حاجی یہ تین اُمور ترتیب سے ادا کرے۔ سب سے پہلے رمی کرنا، اس کے بعد قربانی کرنا، پھر حلق یا قصر کروانا۔

قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ مسلمان ہر سال ان کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے قربانی کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ قربانی کرنا نہ صرف ایک دینی فریضہ ہے بلکہ اس سے زندگی میں کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ انسان اپنی قیمتی چیزوں کی اللہ کی راہ میں قربانی دے کر یہ سیکھتا ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائے گا۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

اُمّتِ مُسلمہ کی آفاقیت اور اجتماعیت

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت

حج کے دوران میں بے شمار مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی جاتی ہے جن میں کعبۃ اللہ، حجرِ اسود، رکنِ یمانی، میزابِ رحمت، حطیم، مقامِ ابراہیم، آبِ زمزم، صفا و مروہ، جبلِ رحمت، مسجدِ خیف، المعلی، البقیع، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، گنبدِ خضریٰ، سنہری جالیاں، ریاض الجنۃ، جبل النور، جبل ثور، جبل اُحد وغیرہ شامل ہیں۔

مسلمانوں کے لیے حج ایک ایسا عالمی اور روحانی اجتماع ہے جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ یہ مسلمانوں کی یکجہتی اور اتحاد کی علامت بھی ہے۔ رنگ و نسل اور زبان و علاقہ کی تمیز کے بغیر سب مسلمان برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ مناسک حج کے دوران میں مسلمان اخوّت، مساوات، یکجہتی اور باہمی اتحاد کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ روح پرور عالمی اجتماع اسلام کے رعب، دبدبہ اور قوت کی علامت بھی ہے۔ تمام مسلمان اخوت کے رشتے میں تسبیح کے دانوں کی طرح پروئے ہوتے ہیں۔ کسی رنگ، نسل یا زبان کے امتیازات سے بالا ہو کر سب ایک جیسا لباس (احرام) پہنتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں ایک جیسے اعمال کرتے ہیں اور ہر طرف سے تلبیہ کی آوازیں بلند ہو کر ایک روح پرور سماں باندھ دیتی ہیں۔ دُنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے مسلمان ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے حالات کو سمجھتے ہیں اور یوں ایک عالم گیر برادری کا حصہ بنتے ہیں۔ اسلام کا نظامِ عبادت دراصل ایک نظامِ تربیت ہے جو فرزندانِ توحید کو ہر قسم کے فرق کو مٹا کر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور اپنی خواہشات کو قربان کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ حج میں دیگر تمام عبادات کی روح بھی شامل ہوتی ہے اور مسلمان تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اس موقع پر اگر تمام مسلمان ملکوں کے علماء مل کر ملت کو درپیش مسائل پر بات چیت کریں اور ان کا حل تلاش کریں تو یہ حج کی عالم گیریت کے مقاصد حاصل کرنے کا اہم موقع بن سکتا ہے۔

حج کے فوائد و اثرات

- حج کے ذریعے پوری دنیا کے مسلمانوں میں اخوّت و بھائی چارے کا عملی نمونہ سامنے آتا ہے۔
- حج میں سادگی کی تربیت ملتی ہے۔ احرام کا لباس شاہ و گدا کی تمیز کو مٹا دیتا ہے۔
- حج بدنی، مالی اور روحانی تینوں قسم کی عبادتوں پر مشتمل ہے۔
- حج کے دوران میں مسلمانوں کو نظم و ضبط کی تربیت ملتی ہے۔
- حج کے موقع پر مختلف اسلامی ممالک کے لوگوں کو مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس باہمی مشاورت کو اُمت کو درپیش مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔
- حج دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے اتحاد اور یگانگت کی علامت ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے مختلف رنگوں، زبانوں اور نسلوں کے افراد مل جل کر رہتے ہیں اور مناسکِ حج ادا کرتے ہیں۔
- اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک ملت ہیں۔ نیز ایک مسلم امّت کا لازمی حصہ ہیں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

حج ایک ایسی اجتماعی عبادت ہے جس میں ہمارے لیے بے شمار روحانی فضائل اور معاشی و معاشرتی فوائد پوشیدہ ہیں۔ اسلام میں حج کی اہمیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے تمام صاحبِ استطاعت مسلمانوں کو چاہیے کہ اس عظیم فرض کو بھرپور انداز میں ادا کریں۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی رضا ہے اور ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی بے شمار برکتیں ہیں۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ **مناسب ترین جواب پر (✔) کا نشان لگائیں۔**

۱۔ حج کے لغوی معنی ہیں:

الف۔ طواف کرنا ب۔ ارادہ کرنا ج۔ زیارت کرنا د۔ قربانی کرنا

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کب ارشاد فرمایا؟

الف۔ سات ہجری ب۔ آٹھ ہجری ج۔ نو ہجری د۔ دس ہجری

۳۔ حج کا رکن اعظم ہے:

الف۔ طوافِ زیارت ب۔ مزدلفہ کا قیام ج۔ قربانی کرنا د۔ وقوف عرفہ

۴۔ حج مسلمانوں کو تیار کرتا ہے:

الف۔ ایک ملت بن کر رہنے کے لیے ب۔ ہر طرح کی عبادت کرنے کے لیے

ج۔ وقت کی پابندی کے لیے د۔ جان و مال کی قربانی کے لیے

۵۔ حج کے دوران میں میدانِ عرفات میں مسلمانوں کے اجتماع سے سب سے اہم سبق ملتا ہے کہ

الف۔ سب مسلمانوں کو باقاعدگی سے حج کرنا چاہیے۔ ب۔ غریب اور نادار مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیے۔

ج۔ ہم نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ د۔ ساری دنیا کے مسلمان ملتِ واحد کی طرح ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ **درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔**

۱۔ قرآن کے حوالے سے حج کی اہمیت بیان کریں۔

۲۔ احادیث مبارکہ میں حج کی فضیلت کس طرح بیان ہوئی ہے؟

۳۔ حج کی شرائط بیان کریں۔

۴۔ حج سے مسلمانوں کی وحدت کا مقصد کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

۵۔ حج اور عمرے کا فرق واضح کریں۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ حج کے معنی و مفہوم اور مقاصد بیان کریں۔

۲۔ مناسکِ حج کی تفصیل دیں اور بتائیں حج مسلمانوں کی ایک عالم گیر برادری بننے میں کیسے مدد کرتا ہے؟

۳۔ حج کے انفرادی اور اجتماعی فوائد و ثمرات کا جائزہ پیش کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ تلبیہ لبّیکَ اللّٰھم لبیک کو یاد کر کے مل کر بلند آواز سے پڑھنے کی مشق کریں۔
- مناسک حج کے اہم مقامات کی تصاویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں اور مناسکِ حج کے نام تحریر کریں۔
- صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں آپ پہلے حج کرنا چاہیں گے یا عمرہ؟ دونوں صورتوں میں دلائل دیں۔

برائے اساتذہ کرام

- احرام باندھنے (مردوں اور عورتوں کے لیے) اور حج کے دیگر آداب کے بارے میں بتائیں۔
- طلبہ کو قربانی کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں جذبہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم، آثار نبویہ اور دیگر مقامات مقدسہ کے انوار و فیوض پر سیر حاصل گفتگو کریں۔
- طلبہ کو بتائیں کہ حج سے اخوت و بھائی چارے کا کیا سبق ملتا ہے۔

NATIONAL BOOK FOUNDATION

NATIONAL BOOK FOUNDATION

Approved by Government of Pakistan
Ministry of Federal Education & Professional Training
vide letter No. F.No.1-1/2023/NCC/Isl-NBF, Dated: 28-12-2023

قومی ترانہ

پاک سَر زمین شاد باد! کشورِ حسین شاد باد!
تو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد!

پاک سر زمین کا نظام قُوتِ اُخُوتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت پائندہ تابندہ باد!
شاد باد منزلِ مُراد!

پرچمِ سِتارہ و ہِلال رہبرِ ترقی و کمال
ترجُمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال!

NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بُک فاؤنڈیشن
بطور
وفاقی ٹیکسٹ بُک بورڈ، اسلام آباد